وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

اور بتلا ہم کو قاعدے حج کے اور ہم کو معاف کر بیشک تو ہی ہے توبہ قبول کرنیوالا مہربان

زبدة المناسک

مسائل حج پر معتبر، مختصر اور جامع رسالہ

تالیف

عارف باللہ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی

قدس اللہ سرہٗ

ناشر

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

فہرستِ مضامین "زبدۃ المناسک"

ضروری ہدایت

حج کی نعمت خوش نصیب حضرات کو قسمت سے حاصل ہوتی ہے، اس لئے حج پر روانہ ہونے سے پہلے کچھ وقت یکسوئی کا نکال کر اس کتاب کا بار بار مطالعہ کریں، اور حج کے مسائل سے واقفیت حاصل کریں، کیونکہ بار بار حج پر جانے والے حضرات سے بھی غلطی ہو جاتی ہے،

خیرخواہ ناشر

زبدۃ المناسک

مسائل حج پر ایک اہم دستاویز

الحمد للہ و کفٰی وسلام علی عبادہٖ الذی اصطفٰی

امابعد! اسلام کا پانچواں رکن فریضہ حج کی ادائیگی ہے اور چونکہ یہ ہر عاقل بالغ مسلمان پر توفیقِ سفر کی شرط پر فرض ہے زندگی میں ایک مرتبہ اس کو بجالایا جائے۔

سلفِ صالحین سے عوام وخواص کی راہنمائی اور بروقت رہبری کے لئے مناسک حج وعمرہ پر مشتمل کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ملا علی قاری مرحوم اوران سے پہلے اور بعد میں مناسک کے طور طریقے اور ادائیگی اور احتیاط و پرہیز پر مشتمل صدہا کتابیں لکھی گئی ہیں۔

ہندوستان کے مقتدر فقیہ اور محدث ولی الہند حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''زبدۃ المناسک'' بھی اِس کی ایک کڑی ہے۔ اکثر صلحاء اور اولیاء نے اپنے اپنے زمانے میں اس سے ادائیگی مناسک میں کام لیا ہے۔ میں خود بھی طالب علمی کے زمانے سے ہی اس کا مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ جو لوگ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے تبحر علم اور مقام تفقہ سے واقف ہوں اور اس کی اہمیت اور افادیت خوب جانتے ہوں، وہ جب یہ کتاب دیکھیں گے تو تشکر بجالائیں گے۔

ہمارے بزرگ اور محسن معالج جو امراضِ قلب کے ایشیاء کے مقتدر اور سربرآوردہ ڈاکٹر ہیں خاندانی طور پر بھی شرافتِ نسب اور عظمتِ حسب کا آئینہ ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالصمد باچا صاحب بھی اکثر و بیشتر حج وعمرہ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں اپنے بزرگوں کی یاد میں ''زبدۃ المناسک'' کا ذکر کرتے ہیں، اب بھی وہ سفرِ حج پر روانہ ہونے والے ہیں اور مجھ عاجز سے ''زبدۃ المناسک'' کا ذکر کیا میں نے بھی مناسب سمجھا کہ چونکہ اس کے نسخے ناپید ہورہے ہیں مجھے ایک قدیم طرز کا ''زبدۃ المناسک'' کا نسخہ ملا، اس پر مجھے کچھ کام کرنے کا بھی خیال پیدا ہوا۔ لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے یہ مختصر عجالہ حصولِ ثواب اور اجر کے لئے لکھ کر عزیزم ہمایوں

مغل احسنی کے حوالہ کیا کہ وہ اِس کی جلد طباعت کا انتظام کرے تاکہ ڈاکٹر صاحب موصوف سفرِ حج پر روانہ ہونے پر ''زبدۃ المناسک'' ہی سے راہنمائی حاصل کرتے رہیں۔

خدا کرے کہ یہ آرزو بروقت پوری ہو جائے اور ''زبدۃ المناسک'' چھپ کر طالبانِ قدر وشکر کے ہاتھوں میں پہنچ جائے اور وہ اس کو رفیقِ سفر اور سرمایۂ حرمین جان کر اِس سے حج وعمرہ کے احکام ومسائل میں کامل راہنمائی حاصل کریں

وما ذالک علی اللہ بعزیز

عاجز وفقیر محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ

خادم تفسیر وحدیث وافتاء جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ از مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا سَیِّدِ الْخَلَائِقِ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَاَحْبَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ عَدَدَ عِلْمِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ

بعد حمد وصلوٰۃ عرض ہو کہ یہ رسالہ "زبدۃ المناسک" بعض احباب کی فرمائش واصرار اور عام مسلمانوں کے نفع کی غرض سے لکھا گیا ہے، اس کے اکثر مسائل درمختار اور اس کے حاشیہ ردّ المحتار (شامی) سے ماخوذ ہیں، اختلافی مسائل میں شامی کی تحقیق پر اعتماد کیا گیا ہے، البتہ مقدمہ اور خاتمہ "فتح القدیر لابن ہمام" اور "فتاویٰ عالمگیری" سے بطور خلاصہ لیا گیا ہے، اگر کہیں کوئی بات خلاف توقع پائیں تو اسے جلدی سے غلطی پر محمول نہ کریں، بلکہ تحقیق کرنے کے بعد کوئی رائے قائم کریں، یوں میں اپنے آپ کو غلطی سے بری نہیں سمجھتا، انسان سے غلطی کا ہونا اس کی فطرت میں داخل ہے، اور یہ عاجز تو سراسر غلطیوں سے بھرا ہوا ہے اور خاص استعداد کا مالک بھی نہیں، لہٰذا اگر واقعی کہیں کوئی غلطی نظر آئے اصلاح فرمادیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ مؤلف، فرمائش کرنے والوں اور اصلاح دینے والوں کو حسب نیت اجر عطا فرمائیں،

وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ،
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط

فریضۂ حج اور اُس کی ادائیگی

بیت اللہ کا حج فرض ہے اور اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے ایک اہم رکن ہے، اس کی فرضیت کتاب اللہ سے ثابت ہے، اس لئے جو شخص اس کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے حج کرنا ہو جلدی کرے، آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ باوجود استطاعت اگر حج نہ کیا اور مرگیا تو خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، (اس میں تہدید اور ناراضی کا اظہار ہے) اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو نجات عطا فرمائیں،

لہٰذا جس مسلمان پر حج فرض ہو اُسے چاہئے کہ اُس کی ادائیگی میں ہرگز تاخیر نہ کرے، بلکہ جس قدر جلدی ہوسکے یہ فریضہ انجام دے لے، قصداً تاخیر سے فاسق و گنہگار ہوگا،

حج کن لوگوں پر فرض ہے؟

اُس مسلمان پر فرض ہے جو آزاد، تندرست، عاقل و بالغ ہو، اور حاجاتِ اصلیہ کے علاوہ اس کے پاس اس قدر مال ہو کہ آمد و رفت کا خرچ بھی ہو، اور جن لوگوں کا نفقہ اُس پر عائد ہے اُن کو اتنے دنوں کے اخراجات بھی دے جائے

تاکہ انھیں کوئی تکلیف نہ ہونے پائے،

حج کا ارادہ اور اس کے لئے سامان کرنا

حج کا ارادہ کرے تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ استخارہ کرے، اور اس طرح اطمینانِ قلب حاصل کرلے کہ کن لوگوں کے ساتھ جانا اچھا رہے گا، اور کس سواری سے سفر مناسب رہے گا، یوں نفسِ حج کے لئے استخارہ کی ضرورت نہیں ہے، مثل مشہور ہے ع

در کارِ خیر حاجتِ ہیچ استخارہ نیست

جس طرح فرض کی ادائیگی میں استخارہ کی ضرورت نہیں، ناجائز کے ترک میں بھی استخارہ نہیں ہے، بلکہ فوراً اس سے باز آئے اور توبہ کرے،

طریقۂ استخارہ اور دعاء

استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں اَلحمد اور قُل یا اور دوسری میں اَلحمد اور قُل ھُوَ اللہ پڑھے، سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے، اور درود شریف پڑھکر یہ دعاء پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ	اے اللہ! میں آپ کے علم کے ذریعہ سے
وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ	آپ سے خیر کا طالب ہوں اور آپ کی
وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ	قدرت کے واسطہ سے آپ کی قدرت
فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ	طلب کرتا ہوں، اور آپ کے فضلِ عظیم
وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ	کی آپ سے درخواست کرتا ہوں، اس
اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا	لئے آپ قادر ہیں اور میں قدرت نہیں رکھتا،

اَلْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ،

آپ جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا اور بلاشبہ آپ غیبوں کے بہت جاننے والے ہیں، اے اللہ! اگر تجھے معلوم ہو کہ یہ بات میرے لئے بہتر ہے میرے دین میری معاش میں، اور انجام کے اعتبار سے، پس تو اس کو میرے لئے مقدر فرمادے اور اُسے میرے لئے آسان بنادے اور مجھے اس میں برکت دے، اور اگر تیرے علم میں یہ ہو کہ یہ چیز میرے لئے بُری ہے دین میں بھی اور دنیاوی زندگی میں بھی، اور انجام کے اعتبار سے بھی تو تُو مجھ سے اُسے پھیر دے اور مجھے اس سے الگ کردے، اور میرے لئے بہتری مقدر فرما، وہ جہاں بھی ہو، اور پھر تو مجھے اس پر راضی کردے،

اہلِ حقوق سے معافی چاہنا

استخارہ کے بعد اپنے تمام گناہوں سے بصدقِ دل توبہ کرے، اور تمام حق والوں کے حق ادا کرے، کوئی حق انسان کا باقی نہ رہنے دے، خواہ ادا کردے خواہ معاف کرالے، جن لوگوں سے دشمنی ہو ان سے معافی بخشش کرالے، اور مالی جانی عبادتیں جو ذمہ ہوں ان کو ادا کرے، اگر کسی کا حق تھا اور وہ مر چکا ہے تو اس کے وارث کو ادا کرے، اگر کوئی وارث نہ ہو تو خیرات کردے، تاکہ آخرت کے لئے ذخیرہ جمع ہو، بدنی حق ہو تو اسے بھی معاف کرادے، اور مر گیا ہو تو اس کے لئے دعاء واستغفار کرے،

حج کے لئے حلال پیسے

حج کے اخراجات کے لئے حلال کمائی کا روپیہ ہونا چاہیئے، مالِ حرام سے حج قبول نہیں ہوتا فتاویٰ عالمگیری میں قاضی خاں کے حوالے سے لکھا ہے کہ جس کے مال میں شبہ ہو تو وہ کسی سے قرض لے کر حج کرے، اور پھر اپنے اسی مال میں سے اُس کا قرض ادا کر دے،

سفرِ حج کے ساتھی

یہ یاد رہے کہ یہ سفرِ حج نیک لوگوں کے ساتھ ادا کرنے کی سعی کرے، تاکہ وہ دین و دنیا دونوں امور میں اس کے لئے معین و مددگار بن سکیں، اور اس کا سفر خیر و خوبی سے طے ہو، اگر اجنبی ساتھی مل جائے تو یہ سب سے بہتر ہے، اپنے قریبی رشتہ داروں سے یہ اچھا ثابت ہوتا ہے، قطعِ رحمی کا اندیشہ باقی نہیں رہتا، قُلی کو سامان دکھا کر مزدوری طے کرلے، تاکہ کوئی جھنجھٹ نہ ہونے پائے،

خلافِ حج امور سے اجتناب

اپنے اس سفرِ حج کو تجارت، ریاکاری، شہرت و فخر سے بچائے یوں تجارت کی حج میں اجازت ہے، مگر خلافِ ادب ہے، راستہ میں ناجائز اور لایعنی کاموں سے اجتناب ضروری ہے،

چونکہ ایک اہم رکن کی ادائیگی کا سفر ہے، اس لئے باوقار رہکر، برداشت و بردباری کو کبھی ہاتھ سے نہ دے، اور غصّہ سے بچتا رہے، اور ہر وقت ذکر اللہ میں مصروف رہے، غفلت مناسب نہیں، سفر کے لئے جو سامان خریدے اس میں فریب جھوٹ وغیرہ سے مکمّل پرہیز کرے!

سفر کی ابتداء

اچھا یہ ہے کہ سفر کی ابتدا، پنجشنبہ (جمعرات) یا دوشنبہ (پیر) کے دن شروع ماہ میں کرے[1]، چلتے ہوئے احباب اور اپنے لوگوں سے ملے، اور قصور معاف کرے اور کرائے، اور ان سے دعائے خیر کی درخواست کرے، اور رخصت ہوتے ہوئے یہ دعا، پڑھے:۔

اَسْتَوْدِعُکُمُ اللہَ الَّذِیْ لَا یُضِیْعُ وَدَائِعَہٗ۔	"میں تم کو اس خدا کے سپرد کرتا ہوں جو اپنی امانتوں کو برباد نہیں کرتا"۔

گھر سے روانگی کے وقت دُعاء

گھر سے نکلنے کا ارادہ کرے تو پہلے دو رکعت نفل پڑھے[2]، جب دروازہ کے قریب پہنچے تو اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ پڑھے، گھر سے نکل کر صدقہ کرے، اور آیۃ الکرسی پڑھے، پھر یہ دعا، پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ	"اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں کہ میں کسی کو بہکاؤں، یا مجھے کوئی بہکائے یا خود میں لغزش کھاؤں، یا کسی دوسرے کو لغزش دوں، یا مجھ پر کوئی ظلم کرے یا خود کسی پر ظلم کروں، یا میں خود کسی کے ساتھ نادانی کی بات کروں یا کوئی دوسرا میرے ساتھ نادانی سے پیش آئے، اے اللہ

[1] چونکہ آجکل یہ اپنے اختیار میں نہیں اس لئے دن کی پابندی سے مستغنی ہے، ۱۲ ش
[2] اگر مکروہ وقت نہ ہو،

الضَّيعَةِ فِي السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، اَللّٰهُمَّ اقْبِضْ لَنَا الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ،	تو میرا سفر میں ساتھی ہے اور گھر والوں میں نگراں ہے، اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں سفر میں تنگی پیش آنے سے اور بُرے منظر سے، اے پروردگار عالم!

تو ہمارے لئے زمین کو سمیٹ دے اور سفر ہم پر آسان فرما دے "!

سواری پر سوار ہوتے وقت دُعا

جب سواری پر سوار ہو چکے تو یہ دُعا پڑھے :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝	"تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، پاک ہو وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس کو مسخر بنایا، حالانکہ ہم اسے قابو میں نہیں لا سکتے تھے، اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں"

اس کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تین بار، اَللّٰهُ اَكْبَرُ تین بار، اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک بار پڑھکر یہ دعا پڑھے :-

سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ،	"تو پاک ہے، میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے، تو مجھ کو بخش دے، اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا"

مختلف مواقع پر پڑھنے کی دعائیں!

- بلندی پر چڑھتے وقت پڑھے:۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ،
- پستی کی طرف اترتے ہوئے پڑھے:۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ،
- کسی جنگل پر گذر ہو تو پڑھے:۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ،
- کشتی پر سوار ہو تو پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا ط اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ہ (القرآن)

"اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے، بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا مہربان ہے، اور سبھوں نے اللہ کو جیسا کچھ ہے نہیں سمجھا، اور ساری زمین قیامت کے دن اس کی ایک مٹھی میں ہوگی، اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے"

اس کا اثر یہ ہے کہ آدمی ڈوبنے سے امن پاتا ہے، سواری کا جانور اگر شرارت کرے تو اس کے کان میں یہ پڑھکر دم کرے:۔

اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا

"کیا اب وہ اللہ کے دین کے سوا اور کوئی دین تلاش کرتے ہیں؟ جو آسمان و زمین میں ہیں سب اسی کے حکم میں ہیں

وَاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ (پ ۳ ع ۱۷)

خواہ خوشی سے یا زور سے اور اسی کی طرف وہ سب لوٹائے جائیں گے"۔

کسی شہر سے گزرتے وقت کی دعا

اگر کوئی ایسا شہر نظر آئے جس سے گذرنا ہو تو یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا،

"اے سات آسمانوں کے خدا اور ان چیزوں کے خدا جن پر آسمان سایہ فگن ہیں اے سات زمینوں کے مالک اور تمام چیزوں کے آقا جن کو وہ اٹھائے ہوئے ہیں، اے شیطانوں کے رب جن کو انھوں نے گمراہ کیا، اے ہواؤں کے خدا! اور ان چیزوں کے خدا جنھیں وہ لے اڑتی ہیں، ہم تجھ سے اس آبادی کی بھلائی، اس کے باشندوں کی بھلائی اور جو کچھ اس میں ہے ان سب کی بھلائی کی درخواست کرتے ہیں، اور ہم اس بستی کی برائی اور اس کے باشندوں کی برائی اور جو کچھ اس میں ہے ان تمام کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں"۔

کسی آبادی میں داخلہ کے وقت کی دعا

اور جب داخلہ کا ارادہ کرے تو یہ دعا بھی تین بار پڑھے :- اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا "اے اللہ! تو اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرما"

اور ساتھ ہی یہ بھی پڑھ لے :-

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَا اِلٰى اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِيْ اَهْلِهَا اِلَيْنَا،

"اے اللہ تو اس کے پھل ہماری روزی میں دے اور تو ہمیں اس کے باشندوں کا محبوب بنا دے اور اس کے نیک لوگوں کی محبت ہمارے دل میں ڈال دے"۔

منزل پر ٹھہرنے اور شام کے وقت کی دعاء

جب کسی منزل پر پہنچے تو یہ دعاء پڑھے :۔

اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ،

"میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے مکمل حکموں کے ساتھ اس چیز کی برائی سے جس کو اس نے پیدا کیا"۔

اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ انشاء اللہ کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی،

جب شام ہو جائے اور رات آئے تو یہ دعاء پڑھے :۔

يَا اَرْضُ رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ وَشَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَاَسْوَدٍ مِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِي الْبَلَدِ وَمِنْ وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ،

"اے زمین میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے میں تیرے شر سے اور تیرے اندر کی چیزوں کے شر سے اور تیرے اندر پیدا کی ہوئی چیزوں کے شر سے اور تیرے اوپر چلنے والی چیزوں کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، میں ہر ایک شیر، ناگ، سانپ بچھو اور شہر کے رہنے والوں کی برائی سے اور باپ اور اس کی اولاد کی برائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں"۔

اور صبح کو پڑھے :۔

سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ

"سُننے والے نے اللہ کی حمد کے ساتھ سُنا اور اس کی اچھی آزمائش کے ساتھ جو ہم پر ہے، اے رب! ہمارا ساتھی بن جا اور فضل فرما اس حال میں کہ ہم پناہ لینے والے ہیں اللہ کے ساتھ دوزخ کی آگ سے"۔

بوقتِ خوف کیا پڑھے؟

اگر کہیں خوف و خطرہ محسوس کرے تو سورۂ لِاِیْلٰفِ پڑھ لے، انشاء اللہ اس کی برکت سے ہر بلا سے امن میں رہے گا، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ ۔

حج کے تین ۳ طریقے

حج کی تین ۳ قسمیں ہیں :۔ ① ایک یہ کہ فقط حج کرے، اسے اصطلاح میں اِفراد کہتے ہیں، اور اس حج کرنے والے کو مُفرِد ② دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام ساتھ ساتھ باندھے، اور مکہ پہنچ کر ساتھ ساتھ ادا کرے، یہ قِران کہلاتا ہے، اور اس حاجی کو قارِن کہا جاتا ہے ③ تیسرا طریقہ تمتع کا ہے کہ پہلے حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرے، پھر اسی سفر میں اسی سال بغیر گھر واپس ہوئے حج کا احرام باندھ کر حج ادا کرے، اس طرح حج کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں،

حنفیہ کے یہاں کونسا طریقہ افضل ہے؟

ان تینوں طریقوں میں سے جس طرح بھی حج کرے فریضۂ حج ادا ہو جاتا ہے، حنفیہ کے یہاں ان تینوں میں افضل قران ہے، پھر تمتع پھر افراد، انشاء اللہ تعالیٰ ان تینوں کی تفصیل علیحدہ علیحدہ مستقل فصل میں لکھی جائے گی،

حج کے مہینے

حج کے مہینے یکم شوال سے لے کر ۱۰ ذی الحجہ تک ہیں یعنی پورا شوال، پورا ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن، اگر کوئی ان مہینوں سے پہلے حج کرے گا تو وہ حج نہ کہا جائے گا اور نہ حج میں اس کا شمار ہوگا، حج کا احرام بھی ان مہینوں سے پہلے باندھنا مکروہ تحریمی ہے، گو اسے اعتماد ہی کیوں نہ ہو کہ وہ اپنے احرام پر قائم رہے گا، اور ممنوعات احرام سے پرہیز رکھے گا،

میقات کا بیان

وہ جگہیں جہاں سے بغیر احرام باندھے مکہ مکرمہ جانا حرام ہے اُن کو "میقات" کہتے ہیں، ہندوستان (اور پاکستان سے بحری جہاز سے) جانے والے کا میقات یلملم ہے، اس کی سیدھ میں جب جہاز پہنچتا ہے اعلان کر دیا جاتا ہے، چنانچہ وہاں لوگ احرام باندھ لیتے ہیں، اور جو لوگ مدینہ منورہ سے واپس ہو کر احرام باندھتے ہیں اُن کا میقات "ذوالحلیفہ" ہے، یہاں پہنچ کر احرام باندھ لینا چاہئے، اگر کوئی اس سے یا اس کی سیدھ سے احرام

باندھے بغیر بڑھ جائے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔[۱]

احرام اور اُس کی حیثیت

اگر احرام کے ممنوعات میں پڑجانے کا اندیشہ نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ میقات سے پہلے احرام باندھ لے، ممنوعات کی تفصیل آگے آرہی ہے، انشاء اللہ، جو شخص میقات پر یا میقات اور حدِ حرم کے درمیان رہتا ہے وہ بغیر احرام کے مکہ جا سکتا ہے، البتہ جو حج یا عمرہ کی نیت سے جارہا ہو، تو اس کے لئے بغیر احرام جانا حرام ہے، اور جو مکہ مکرمہ یا حدِ حرم میں رہتا ہے اگر وہ حج کرے تو وہ حرم کے اندر سے احرام باندھے گا، اور مسجدِ مکہ (خانۂ کعبہ) سے باندھنا مستحب ہے، اور اگر اسے عمرہ کرنا ہے تو اُسے چاہئے کہ حدِ حرم سے باہر نکل کر آئے، اور احرام باندھ کر داخل ہو،

حرم اور حل اور اُس کی حیثیت

شہر مکہ مکرمہ کے اردگرد حد بندی ہے، جس کی حضرت جبرئیل نے نشان دہی کی تھی، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نے علامت قائم کی تھی، پھر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان علامات ابراہیمی کو از سرِ نو بنوایا، پھر حضرت عمرؓ نے پھر حضرت عثمانؓ نے اور پھر ان علامات کی تجدید حضرت معاویہؓ نے کی تھی،

یہ حد جدّہ کی طرف سے دس میل ہے اور کسی طرف سے تین میل

---

[۱] اس کو چاہئے یا تو میقات پر واپس جاکر احرام باندھے جو بحری جہاز اور ہوائی جہاز والے کے لئے ناممکن ہے، اگر ممکن نہ ہو تو ایک دم دے ۱۲ ش

اور کسی طرف سے سات میل اور نو میل ہے، اس حد کے اندر کا حصّہ "حرم" ہے، اس میں شکار مارنا، ہری گھاس کاٹنا، لکڑی توڑنا حرام ہے، اس سے باہر کی زمین "حل" کہی جاتی ہے،

فصلِ اوّل، افراد کے بیان میں؛

فرائضِ حج حج میں تین چیزیں فرض ہیں:- (۱) احرام باندھنا (۲) وقوفِ عرفہ (۳) طوافِ زیارت،

واجباتِ حج واجبات یہ ہیں:- (۱) وقوفِ مزدلفہ (۲) صفا و مروہ کے بیچ میں دوڑنا (۳) رمیِ جمار (کنکری مارنا) (۴) باہر والوں کے لئے طوافِ صدر (حاضری کا طواف) (۵) سر کے بال مُنڈوانا یا کترانا (۶) قارن اور متمتّع کو ذبیحہ کرنا، اور جن چیزوں کے چھوڑنے سے دَم (یعنی جانور ذبح کرنا) واجب ہوتا ہے وہ سب بھی واجبات میں ہیں، جن کی تفصیل آگے آرہی ہے، اور سنتوں اور مستحبات کا ذکر مسائل کے ضمن میں آئے گا، جس چیز کا ترک مکروہ ہوتا ہے وہ بھی سنّت ہے،

مُفرِد احرام کیسے باندھے؟ مُفرِد احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو پہلے وضو کرے، اور غسل کرلے تو اور بھی بہتر ہے، پھر مستحب یہ ہے کہ احرام سے پہلے ناخن، لبیں، بال زیرِ ناف بھی صاف کرلے، اور سَر مُنڈانے کی عادت ہو تو سر کے بال بھی

اُتروالے، ورنہ کنگھی سے درست کرلے، اور اگر بیوی ساتھ ہو اور کوئی عذر نہ ہو تو اس سے ہمبستری بھی کرلے، غسل یا وضو کے بعد تہمد باندھے جو ناف سے گھٹنوں تک ہو، اوپر سے چادر اوڑھے، تہمد (لنگی) یا چادر کو کسی رسّی وغیرہ سے باندھنے کی ضرورت ہو تو باندھ[ع۵] سکتا ہے، اس سے دَم یا صدقہ لازم نہیں ہوتا گو اچھا یہ ہے کہ ایسا نہ کرے،

اضطباع احرام کی چادر اس طرح اوڑھنا کہ داہنا مونڈھا کھلا رہے اور چادر دائیں بغل کے نیچے سے لے جاکر بائیں مونڈھے پر ڈالے اجسے اصطلاح میں "اضطباع" کہتے ہیں مسنون نہیں ہے، اس لئے حسبِ عادت اوڑھ لے، مگر سر اور مُنہ نہ چھپائے

احرام میں سنت یہ ہی کہ دو کپڑے نئے یا دُھلے ہوئے ہوں جو پاک و سفید ہوں، یوں ایک یا تین کپڑوں میں یا اسی طرح سیاہ کپڑوں میں احرام باندھنا بھی جائز ہے،

مستحب یہ ہے کہ بدن اور کپڑوں میں خوشبو ملے، مگر کپڑوں میں ایسی خوشبو نہ لگائے جس کا رنگ نمایاں رہے، البتہ بدن میں ہر طرح کی خوشبو لگا سکتا ہے،

اِحرام باندھنے کے بعد دو رکعت نفل جب احرام کے کپڑے پہنکر فارغ ہو چکے تو سنت یہ ہی

ع۵ تہمد پر پیٹی بھی باندھ سکتا ہے، ۱۲ ش

کہ دو رکعت[۱] نفل پڑھے، پہلی رکعت میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ، اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنا اولیٰ ہے، یوں جو سورۃ چاہے پڑھ سکتا ہے، جب نماز سے فارغ ہو چکے تو سلام کے بعد پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ،	اے اللہ! میں نے حج کی نیت کی، تو اسے میرے لئے آسان فرمادے اور میری جانب سے قبول فرما۔

پھر حج کی نیت سے تلبیہ کہے، تلبیۂ ماثورہ یہ ہے :-

تلبیۂ ماثورہ

لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ،	"میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں اور ساری نعمتیں، ملک بھی تیرا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں"۔

یہی تلبیۂ ماثورہ کہنا سنت ہے، ویسے کوئی بھی ذکر زبانی پڑھ لینے سے فرض ادا ہو جاتا ہے، اس تلبیۂ ماثورہ سے کوئی لفظ کم کرنا مکروہ ہے، اور اوّل و آخر میں لفظ ماثورہ کا اضافہ مستحب ہے، مثلاً یہ بڑھالے :- لَبَّیْکَ اِلٰهَ الْخَلْقِ لَبَّیْکَ، یا یہ بڑھائے :- لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ، وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ بِیَدَیْکَ لَبَّیْکَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْکَ وَالْعَمَلُ، غیر ماثورہ لفظ تو ان کا اوّل و آخر میں بڑھانا جائز ہے، البتہ درمیان میں نہیں بڑھانا چاہئے،

[۱] معلوم رہے کہ یہ نفل سر ڈھک کر پڑھے جائیں گے سلام پھیر کر سر کھول کر نیت کی جائے گی ۱۲ ش

تلبیہ بلند آواز سے کہنا مستحب ہے، مگر بہت چیخ کر نہ کہنا چاہئے، بالخصوص مسجد میں اس قدر بلند آواز سے نہ کہے جو نمازیوں کو تشویش میں ڈال دے، تلبیہ میں مستحب یہ ہے کہ جب کہے مسلسل تین بار کہے، اس طرح کہ درمیان میں کلام نہ کرے، اگر کوئی سلام علیک کرے تو جواب دیدے، مگر خود سلام کرنا اس حالت میں مکروہ ہے، تین بار تلبیہ کہہ چکے تو آہستہ درود شریف پڑھے، اور جو چاہے دعا، مانگے، مگر دعائے[1] ماثورہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ،	"اے اللہ! میں تیری رضا چاہتا ہوں اور جنت کا طالب ہوں، اور تیرے غضب سے پناہ مانگتا ہوں اور دوزخ کی آگ سے"

تلبیہ کہاں مستحب ہے؟

ہر نئے حالات میں پیش آنے پر تلبیہ کہنا مستحب مؤکدہ ہے، مثلاً جب سوار ہو، سواری سے اُترے، سواری کا رُخ موڑے، اونچی جگہ پر چڑھے، وہاں سے اُترے، نشیب میں آئے، فجر طلوع ہو، سوتے ہوئے آنکھ کھلے، اسی طرح فرض و نفل نمازوں کے بعد، کسی قافلہ سے ملاقات کے وقت، ان تمام مواقع میں تلبیہ کہنا چاہئے، جتنا زیادہ تلبیہ کہہ سکے افضل ہے،

الحاصل، جب نماز کے بعد حج کی نیت سے تلبیہ کہہ چکے گا احرام

---

[1] یعنی یہ دعا، افضل اور مسنون ہے، ۱۲ ش

تلبیہ بلند آواز سے کہنا مستحب ہے، مگر بہت چیخ کر نہ کہنا چاہیئے، بالخصوص مسجد میں اس قدر بلند آواز سے نہ کہے جو نمازیوں کو تشویش میں ڈال دے، تلبیہ میں مستحب یہ ہے کہ جب کہے مسلسل تین بار کہے، اس طرح کہ درمیان میں کلام نہ کرے، اگر کوئی سلام علیک کرے تو جواب دیدے، مگر خود سلام کرنا اس حالت میں مکروہ ہے، تین بار تلبیہ کہہ چکے تو آہستہ درود شریف پڑھے، اور جو چاہے دعا، مانگے، مگر دعائے ماثورہ[۱] یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْـَٔلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ،	اے اللہ! میں تیری رضا چاہتا ہوں، اور جنت کا طالب ہوں، اور تیرے غضب سے پناہ مانگتا ہوں اور دوزخ کی آگ سے "!

تلبیہ کہاں مستحب ہے؟

ہر نئے حالات میں پیش آنے پر تلبیہ کہنا مستحب مؤکدہ ہے، مثلاً جب سوار ہو، سواری سے اُترے، سواری کا رُخ موڑے، اونچی جگہ پر چڑھے، وہاں سے اُترے، نشیب میں آئے، فجر طلوع ہو، سوتے ہوئے آنکھ کھلے، اسی طرح فرض و نفل نمازوں کے بعد، کسی قافلہ سے ملاقات کے وقت، ان تمام مواقع میں تلبیہ کہنا چاہیئے، جتنا زیادہ تلبیہ کہہ سکے افضل ہے،

الحاصل، جب نماز کے بعد حج کی نیت سے تلبیہ کہہ چکے گا احرام

---

[۱] یعنی یہ دعا، افضل اور مسنون ہے، ۱۲ ش

بندھ جائے گا، یہ "احرام" حج کا پہلا فرض ہے، جس طرح تکبیر تحریمہ نماز دوں کے لئے، اور احرام میں فرض صرف بہ نیت حج ذکر ہے، اور بدن کے سلے ہوئے کپڑے کا نکالنا، دوگانہ ادا کرنا، خوشبو لگانا اور اسی طرح کی دوسری چیزیں سنت و مستحب ہیں یا واجب،

بچہ کی طرف سے احرام

اگر بچہ غیر عاقل کی طرف سے احرام باندھنا ہو تو پہلے اس کے کپڑے اتار دے، اور تہمد و چادر پہنا دے، اور پھر اس کی طرف سے لبیک کہے، احرام کے محظورات یعنی جو چیزیں احرام کے منافی ہیں اُن سے بچاتا رہے، لیکن بچہ سے اگر کوئی ایسی ممنوع چیز ہو بھی گئی تو نہ اس پر کچھ صدقہ ہے اور نہ اس کے ولی پر،

یہ طریقہ احرام کا جو بیان کیا گیا ہے احرام زبانی کا ہے، اور یہی بہتر ہے، احرام فعلی کا طریقہ کتب فقہ میں مذکور ہے، یہاں اس کے لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے،

ممنوعاتِ احرام

احرام جب باندھا جائے تو پھر جماع اور لوازمِ جماع سے بچے، لوازم جماع سے مراد بوسہ و کنار وغیرہ ہے، یا عورتوں کے سامنے جماع کا ذکر وغیرہ، اسی طرح خدا کی نافرمانی، لڑائی جھگڑا، قتل و خوں ریزی، خشکی کا شکار مارنا یا اس کی طرف اشارہ کر کے بتانا، یا شکاری کی مدد کرنا، کہ اُسے چھری وغیرہ اٹھا کر دے، خوشبو لگانا، ناخن، بال کٹوانا، سر یا مُنہ ڈھانکنا، خواہ پورا ہو یا تھوڑا، یہ ساری باتیں ترک کردے،

خوشبو یا خوشبودار میوہ کا سونگھنا مکروہ ہے، ناک پر ہاتھ رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اسی طرح تکیہ پر سر یا رخسار کا رکھنا درست ہے، مگر اوندھا ہو کر پیشانی تکیہ پر رکھنا مکروہ ہے، یہ یاد رہے کہ سر پر کپڑا ڈالنا اس کے ڈھانکنے کے حکم میں ہے، البتہ سر پر کپڑوں کی گٹھڑی یا خوان ڈالنا منع نہیں ہے، اگر کعبہ کے سایہ میں آئے اور سر یا چہرے پر پردہ پڑ جائے تو یہ مکروہ ہے، لہٰذا پردہ میں ان دونوں حصّوں کو نہ چھپانا چاہیئے،

حالتِ احرام میں سر اور ڈاڑھی خطمی سے نہ دھوئے بلکہ دھونا ہو تو صابون یا اشنان سے دھوئے، آنکھوں میں جو بڑ بال ہو جاتے ہیں اُن کا چُنوانا جائز ہے، سِلا ہوا کرتہ، پائجامہ، عمامہ، ٹوپی اور موزہ نہ پہنے، اگر کوئی سِلا ہوا کپڑا معمول کے خلاف ڈالے تو یہ جائز ہے، جیسے کسی نے کُرتہ کو چادر کی جگہ اوڑھ لیا، اس میں کوئی مضائقہ نہیں، گو اس کا ترکِ اَولیٰ ہے، جس کے پاس جوتہ نہ ہو وہ موزہ کو وسطِ قدم پر سے کاٹ کر پہن سکتا ہے،

مباحاتِ احرام ایسا کپڑا جو خوشبودار چیز میں رنگا ہوا ہی پہننا جائز نہیں، ہاں اگر اس طرح دھو دے کہ خوشبو باقی نہ رہنے تو اس کا استعمال درست ہے، حمّام میں جانا درست ہے، مگر مستحب یہ ہے کہ میل کچیل دور نہ کرے، نہ گرم پانی سے اور نہ ٹھنڈے پانی سے، اگر غسل کرنا ہو تو طہارت (پاکی) یا خنکی (ٹھنڈک حاصل کرنے) کی نیت سے کرے، خیمہ اور کجاوہ کے سایہ میں آنا درست ہے مگر اس

طرح کہ سر اور چہرے کو نہ لگے، اس لئے کہ ان کو لگنا مکروہ ہے، تھیلی اور کمر باندھنا ہتھیار لگانا، انگوٹھی پہننا، بے خوشبو کا سُرمہ لگانا جائز ہے، اگر خوشبودار سُرمہ ایک دو دفعہ لگائے گا تو اسے صدقہ دینا ہوگا، اور زیادہ لگانے کی صورت میں ذبح کرنا آتا ہے،

اسی طرح فصد لگانا اور پچھنے لگانا جس سے بال مونڈنا نہ پڑے جائز ہے، اسی طرح ڈاڑھ نکالنا اور ٹوٹے ہوئے عضو کا باندھنا بھی جائز ہے، اگر پچھنے لگانے میں بال مونڈے گئے تو دم دینا ہوگا، البتہ سر کھجانا جائز ہے، لیکن اس کا لحاظ رکھے کہ آہستہ کھجائے، تاکہ بال ٹوٹ کر گرنے نہ پائے،

بقیہ مسائل کی تفصیل جنایات میں آرہی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ،

حرم میں داخلہ کا مستحب طریقہ

حرم میں داخل ہوتے وقت مستحب یہ ہے کہ ننگے پاؤں اور پورے وقار واطمینان کے ساتھ استغفار اور دعاء کرتا ہوا داخل ہو، پھر یہ بھی مستحب ہے کہ مکہ مکرمہ میں داخلہ دن میں باب المعلیٰ کی طرف سے ہو، اور نکلنا باب السفلیٰ سے، مکہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا بھی سنت ہے،

مکہ میں داخل ہو کر پہلے اسباب کو ٹھکانے لگائے، پھر سب سے پہلے مسجدِ حرام میں حاضری دے، باب السلام کی طرف سے داخل ہو کہ یہ مستحب ہے زبان پر کلماتِ تلبیہ ہوں، دل میں خشوع وخضوع، اور بیت اللہ کے احترام

ع یعنی دم واجب ہوگا ۱۲ ش

واکرام کا جذبہ موجزن ہو، یہ یاد رہے کہ پہلے دایاں پیر مسجد میں داخل کرے اور یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَسَهِّلْ عَلَيْنَا اَبْوَابَ رِزْقِكَ،

"اے اللہ ہم پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور ہم پر رزق کے دروازوں کو آسان کردے"

پھر درود شریف پڑھے :-

وقتِ اجابت

جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تین دفعہ کہے، اور دعا مانگے، یہ وقتِ استجابت ہی، یعنی اس وقت دعا، قبول ہوتی ہے، بیت اللہ کے سامنے آنے پر ہاتھ اٹھانا بعض روایاتِ حدیث سے ثابت ہے، چنانچہ فتح القدیر میں ہے کہ اُس وقت دونوں ہاتھ اٹھانا سنت ہے، اور اس وقت ذکراللہ، درود شریف اور دُعائے ماثورہ اَولیٰ ہے، دعا یہ ہے :-

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَعْظِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَّزِدْ مَنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّتَعْظِيْمًا

"خدایا تو ہی سلامتی والا ہے، اور تیری ہی ذات سے سلامتی ہے، لہٰذا تو ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ، اے اللہ اپنے اس گھر کی عظمت شرافت مکرمت اور بزرگی میں اضافہ کردے اور جو کوئی حج اور عمرہ کرے اس کی بھی عظمت، مکرمت، نیکوکاری اور شرافت

قریب ۲،	میں زیادتی فرما دے"

اس کے ساتھ دوسری دعائیں بھی پڑھ سکتا ہے، یہاں اور بعض دوسرے مواقع میں کوئی خاص دعا متعین نہیں ہے، بلکہ جس میں خضوع وخشوع کی کیفیت زیادہ ہو اختیار کرے، پھر پہلے مسجد (حرام) میں آکر طواف کرے، بشرطیکہ فرض نماز یا سنتِ مؤکدہ یا وتر یا جماعت کے چھوٹنے کا اندیشہ نہ ہو، اس لئے کہ اگر ان میں سے کسی کے ترک کا اندیشہ ہو تو اسے چاہئے کہ پہلے اسی کو ادا کرے پھر اس سے فارغ ہو کر طواف کرے،

طواف کا طریقہ

طواف کا طریقہ یہ ہے کہ بیت اللہ کے سامنے جدھر حجرِ اسود ہے اس طرح کھڑا ہو کہ دایاں مونڈھا حجرِ اسود کے بائیں کنارے کے مقابل میں ہو اور بقیہ سارا حجرِ اسود دائیں طرف پھر طواف کی نیت کرے، کہ یہ نیت فرض ہے، بغیر اس کے طواف معتبر نہیں، اور وہاں سے دائیں طرف تھوڑا آگے چل کر حجرِ اسود کے بالمقابل آکر کھڑا ہو جائے، اور جس طرح نماز میں ہاتھ اٹھاتے ہیں ہاتھ اٹھا کر یہ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ	"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو اللہ سب سے بڑا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور حمد اللہ ہی کے لئے ہے، اور درود و سلام ہو اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اے اللہ تجھ پر میرے ایمان، اور تیرے عہد کی وفاداری کا یقین اور

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کروں گا،،

حجرِ اسود کا استلام

یہ یاد رکھیے کہ تکبیر اور استقبالِ حجرِ اسود سے پہلے ہاتھ اٹھانا بدعت ہے، استقبالِ حجرِ اسود کے بعد تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے، اور مذکورہ دعا پڑھے اور پھر ہاتھ چھوڑ کر استلام کرے، استلام کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو حجر اسود پر رکھ کر اُن کے بیچ میں اپنا مُنہ رکھ کر آہستہ سے بوسہ دے، چٹاخ بھرنا نہیں چاہیئے اور بعض کے نزدیک اس کے بعد حجرِ اسود پر سَر رکھے، پھر اسی طرح دوسرا بوسہ پھر سجدہ، پھر تیسرا بوسہ پھر سجدہ کرنا بھی مستحب ہے، حجر اسود کو بوسہ دینا سنت ہے، لیکن اگر بھیڑ ایسی ہو کہ دھکم دھکا اور کسی کو ایذاء دینے کی نوبت آجائے تو بوسہ دینا چھوڑ دے، اس لئے کہ تکلیف دہی کا ترک واجب ہے،

بوقتِ مجبوری استلام کی صورت

اور اگر استلام کی مذکورہ صورت نہ بن سکے تو فقط دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھدے یہ بھی نہ ہو تو ایک ہاتھ، مگر ایک ہاتھ رکھنے میں دایاں ہاتھ رکھنا اولیٰ ہے، پھر ہاتھ اٹھا کر اسی کو بوسہ دے لے، اگر ہجوم کی وجہ سے اس کی بھی قدرت نہ ہو سکے تو یہ کرے کہ دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور اُن کی ہتھیلی حجرِ اسود کی طرف اور ان کی پشت چہرہ کی طرف کرے، گویا اس طرح یہ فرض کرے کہ حجرِ اسود پر ہاتھ رکھے گئے اور تکبیر تہلیل پڑھکر جس کی تفصیل گذر چکی دونوں ہاتھوں کو بوسہ دے،

ف حج سے قریب ہجوم کی وجہ سے بوسہ تو بڑی بات ہے استلام بھی غنیمت ہے ۱۲ ش

بعد استلام ابتدار

استلام کے بعد واجب یہ ہو کہ داہنی طرف یعنی دروازہ کی طرف چلے، اس طرح کہ بیت اللہ بائیں مونڈھے کی طرف رہے، واجب یہ بھی ہے کہ حطیم کو طواف میں لے لے، حطیم اور بیت اللہ کے بیچ سے نہ نکلے، حطیم بیت اللہ میں داخل ہے، اگر ان کے بیچ سے نکلے گا تو اس کا طواف نہ ہوگا، دوبارہ کرنا پڑے گا، اگر اس کے بعد سات مرتبہ حطیم ہی کا طواف کرے گا تو بھی نقصان کی تلافی ہوجائے گی،

طواف کرتے ہوئے جب رکنِ یمانی پر آوے جو جنوب کی طرف کا کونہ ہو، تو اسے بھی بوسہ دے، کہ یہ بھی مستحب ہو، اور رکنِ یمانی کا بوسہ یہ ہے کہ صرف داہنا ہاتھ اُسے لگا دے، یہاں بوسہ حجرِ اسود کی طرح دینا اور سجدہ کرنا نہیں چاہیئے، اور نہ بایاں ہاتھ ہی لگانا چاہیئے، اور یہاں اگر ہجوم ہو تو اشارہ کرنا نہیں چاہیئے، ان دونوں کے سوا کسی اور چیز یا کونے کا استلام مکروہ ہے، چکر لگا کر جب پھر حجرِ اسود پر پہنچے تو استلام کرے، اُسی طریقہ سے جیسا پہلی مرتبہ بتایا گیا، ہاتھ اٹھانا صرف پہلی دفعہ میں ہے، بقیہ مرتبہ میں ہاتھ نہ اٹھائے، فتح القدیر کی تحقیق یہی ہے،

حجرِ اسود سے چل کر پھر وہیں آنا ایک شوط (چکر) ہو، اگر کوئی اس طریقہ کے خلاف کرے یعنی بائیں طرف سے طواف کرے، یا طواف میں چہرہ یا پیٹھ بیت اللہ کی طرف کرلے، یا طواف حجرِ اسود کے سوا کہیں اور سے شروع کرے تو مکہ کے قیام میں اس کا اعادہ کرلینا چاہیئے، اور اگر قیامِ مکہ کے اثناء میں اعادہ نہیں کیا اور گھر چلا آیا تو ایسی صورت میں دَم واجب ہوگا،

طواف کی ابتداء حجرِ اسود سے ضروری ہے

یہ یاد رہے کہ حجرِ اسود سے طواف کی ابتداء واجب ہے، خواہ اس کے کسی جُز سے ہو، مگر سارا بدن حجرِ اسود پر سے گذارنا مستحب ہے، جیسا کہ طریقۂ طواف میں گزرا، الحاصل اس طرح سات شوط (چکر) لگائے، ساتویں چکر کے ختم کرنے کے بعد پھر آٹھواں استلام کرے، اور یہ استلام سنتِ مؤکدہ ہے، اگر آٹھواں چکر پورا کرلے گا تو چھ چکر اور لگا کر سات پورا کرنا واجب ہوگا، البتہ آٹھواں چکر ساتویں کے شبہ میں کیا ہو تو کچھ حرج نہیں، طوافِ فرض یا طواف واجب کے چکروں کی گنتی میں شبہ ہو جائے تو از سرِ نو کرنا چاہئے، بخلاف نماز کے کہ اس میں غلبۂ ظن پر بناء کرتے ہیں، ہاں طوافِ سنت و نفل میں شک ہو تو نماز ہی کی طرح غلبۂ ظن پر بناء ہوتی ہے،

طواف کرتے وقت اگر جماعت شروع ہو جائے

طواف کر رہے تھے کہ نماز جماعت کے لئے تکبیر ہوگئی، تو دیکھے کہ اگر رکعت چھوٹ رہی ہو تو طواف چھوڑ کر جماعت میں مل جائے، پھر جہاں سے طواف چھوڑا تھا وہیں سے جاکر شروع کرے، اور پورا کرے،

اسی طرح طواف کرتے ہوئے وضو ٹوٹ جائے یا جنازہ آجائے، اور اس میں شرکت کے لئے چلا جائے تو چھوڑدے، اور پھر آکر جہاں سے چھوڑا تھا وہیں سے شروع کرے، مگر یہ واضح رہے کہ اگر چار شوط (چکر) سے کم کرکے گیا ہے تب از سرِ نو شروع کرنا افضل ہے، اور اگر چار شوط کے بعد گیا ہے تو

وہیں سے باقی چکر پورے کرے، بغیر ضرورت طواف چھوڑ کر جانا مکروہ ہے، اگر ایسا کیا ہے تو واپس آکر باقی شوط (چکر) پورے کرے،

یہی حکم صفا و مروہ کی سعی کو چھوڑ کر جانے کا ہے، کہ اگر ضرورت کی وجہ سے گیا جیسے نماز، وضو، جنازہ کے لئے تو جائز ہے، اور بلا ضرورت گیا تو مکروہ مگر ہر حال میں بقیہ شوط (چکر) واپس آکر پورے کرے،

طواف کے مسائل اور دعاء

طواف کی حالت میں کھانا اور خرید و فروخت کرنا مکروہ ہے، البتہ پینا مباح ہے، اور سعی میں کھانا پینا مباح[1] ہے، اور بیع مکروہ، طواف و سعی میں ذکر اللہ اولیٰ ہے، اور تلاوتِ قرآن اور مسائل کا ذکر جائز، طواف کی حالت میں تلبیہ نہ کہے، حجرِ اسود و رکنِ یمانی کے درمیان ذکر ماثور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مروی ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ،	"اے اللہ! ہمیں دنیا و آخرت میں نیکی عطا فرما، اور دوزخ کے عذاب سے بچا"

اور حجرِ اسود و حطیم کے درمیان بھی آپؐ نے یہی پڑھا ہے، طواف میں یہ دعاء بھی آئی ہے:

اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ	"اے اللہ! جو تو نے مجھے دیا ہے اس پر

[1] یعنی جائز ہے، ۱۲ شریف

وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلَىٰ كُلِّ غَائِبَةٍ لِّيْ بِخَيْرٍ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

قناعت بخش دے، اور اس میں میرے لئے برکت عطا فرما، اور جو کچھ مجھ سے غائب ہو اس کا میری طرف سے نگراں بن جا اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں، جس کا کوئی ساجھی نہیں، ملک بھی اسی کا ہے، اور حمد بھی اسی کے لئے ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

مقام ابراہیم میں نماز اور دعاء

یہ یاد رہے کہ حالتِ طواف میں دُعاء قبول ہوتی ہے، جب ساتواں شوط (چکّر) طواف کا کرلے تو مقامِ ابراہیم کے پاس آکر دُو رکعت نفل پڑھے اور اس کے بعد آدم علیہ السلام والی یہ دعاء پڑھنا مستحب ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَأَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ إِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى أَعْلَمَ أَنَّهٗ لَنْ يُّصِيْبَنِيْ إِلَّا مَا كَتَبْتَهٗ عَلَيَّ فَارْضِنِيْ بِمَا

"اے اللہ! تو میری چھپی اور ظاہر باتوں کو جانتا ہے، لہٰذا میری معذرت قبول فرما، تو میری ضرورت سے بھی باخبر ہے پس میری مانگ مجھے عطا کر، تو میرے نفس کی کھٹک سے واقف ہے، لہٰذا میرے گناہوں کو بخش دے، اے اللہ! میں تجھ سے ایسے ایمان کی درخواست کرتا ہوں جو میرے قلب میں پیوست ہو، اور اس یقین کی جو صادق ہو، تاکہ

قَسَمْتَہٗ لِیْ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامْ | مجھے یقین ہو کہ مجھے وہی چیز پہنچتی ہے جس کا

تو نے میرے لئے فیصلہ کر دیا ہے، اے ذوالجلال والاکرام جو تو نے میری قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر مجھے جما دے!!

دوگانہ طواف کے مسائل!

یہ دوگانہ طواف ہر طواف کے بعد واجب ہے، خواہ فرض ہو یا نفل، مقام ابراہیم میں نمازِ نفل اس طرح پڑھی جائے کہ مقامِ ابراہیم مصلّٰی اور بیت اللہ کے درمیان میں رہے، اس لئے کہ یہ مستحب اور افضل ہے،

اس مقام کے بعد ترتیب یہ ہے:

بیت اللہ کے اندر، پھر حطیم میں: میزاب رحمت کے نیچے، پھر حطیم میں میزاب کے پاس، پھر باقی حطیم میں، پھر بیت اللہ کے قریب، پھر ساری مسجدِ حرام میں، پھر سارا حرم برابر ہے، حرم کے باہر اس کی ادائیگی مکروہ ہے؛ مگر دوگانہ ادا ہو جاتا ہے،

دوگانہ کی ادائیگی

اس دوگانہ میں قُلْ یَآ اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھنا مستحب ہے، دوگانہ اوقاتِ مکروہہ میں نہیں پڑھنا چاہئے، بلکہ انتظار کیا جائے، جب یہ مکروہ وقت نکل جائے تو پڑھنا شروع کرے، البتہ طواف ہر وقت کر سکتا ہے، خواہ اوقات مکروہہ ہی کیوں نہ ہوں، پھر یہ دوگانہ طواف کے فوراً بعد پڑھے، تاخیر مکروہ ہے، البتہ اگر عذر درپیش ہو تو مجبوراً تاخیر درست ہے، مثلاً

کسی نے بعد نمازِ عصر طواف کیا تو اس وقت چونکہ نمازِ نفل مکروہ ہے فوراً دوگانہ ادا نہ کرے، بلکہ بعد نماز مغرب ادا کرے، اس طرح کہ پہلے مغرب کے فرض پڑھے پھر دوگانہ طواف، پھر سنتیں، لیکن اگر کوئی وقت مکروہ ہی کے اندر دوگانہ ادا کرے گا وہ کراہت کے ساتھ جائز ہو جائے گا، مگر بہتر یہ ہوگا کہ وہ پھر اسے بعد نمازِ مغرب لوٹا لے،

دوگانہ طواف کے مکروہ اوقات

جو شخص ٹھیک طلوعِ آفتاب یا زوال یا غروبِ آفتاب کے وقت دوگانہ ادا کرے گا اس کا اعتبار و شمار نہ ہوگا، پھر اس کے لئے دوبارہ بعدِ زوال[۱] پڑھنا واجب ہے، دو طواف اس طرح کرنا کہ ان میں درمیان میں دوگانہ ادا نہ کرے مکروہ ہے، البتہ مکروہ وقت میں ایسا کرنا درست ہے، کوئی مضائقہ نہیں، لیکن وقت مکروہ کے گذر جانے کے بعد اسے ہر ہر طواف کے لئے الگ الگ دو دو رکعت نفل پڑھنا ہوگا،

زمزم پینا اور ملتزم پر آنا

بہر حال طواف سے فارغ ہو کر دوگانہ ادا کرے اور پھر مستحب یہ ہے کہ چاہِ زمزم کے پاس جائے اور آبِ زمزم پیئے، اور اپنے لئے اور دوسروں کے لئے دُعا کرے، یہ جگہ بھی قبولیتِ دعا کی ہے، غفلت نہ ہونے پائے، یہاں سے فارغ ہو کر ملتزم پر پہنچے، جو حجرِ اسود اور بابِ کعبہ کے درمیان واقع ہے، اور ملتزم سے لپٹ کر خوب خوب دُعا کرے، کہ یہ بھی اجابتِ دعا کی جگہ ہے، اور بعضوں نے

---

[۱] بہت سے حضرات یہ کہتے ہیں کہ حرم میں زوال نہیں ہوتا، یہ غلط ہے ۱۲، شریف

لکھا ہے کہ طواف کے بعد پہلے ملتزم کے پاس آئے، پھر دوگانہ طواف ادا کرے، پھر زمزم پر جائے، اور اس طریقہ کو آسان اور افضل بتایا ہے، اس طواف کا نام طوافِ قدوم (حاضری کا طواف) ہے، یہ باہر سے آنے والوں کے لئے سنت ہے، باقی جو لوگ مکہ مکرمہ میں رہتے ہیں یا میقات پر ان کے لئے سنت نہیں ہے،

ایسے ہی جو عمرہ کے لئے آئے اُس پر بھی طوافِ قدوم نہیں ہے، مفرد نے آکر اس وقت جو طواف کیا خواہ طوافِ قدوم کی نیت کرے یا نہ کرے، یا مطلق طواف کی نیت کرے، یا کسی اور طواف کی نیت کرے ہوگا طوافِ قدوم ہی، نیت کا اس پر کچھ اثر نہیں پڑتا، اس طوافِ قدوم کا وقت دخولِ مکہ سے لے کر وقوفِ عرفہ تک ہے، جس وقت وقوفِ عرفہ شروع ہوگا اس کا وقت ختم ہو جائے گا،

سعی بین الصفا والمروہ

صفا والمروہ کی سعی واجب ہے، اور افضل یہ ہی کہ طوافِ زیارت کے بعد کرے، اور اگر طوافِ قدوم کے ساتھ کرلے تو یہ بھی درست ہے، طوافِ قدوم کے ساتھ کرنا ہو تو طوافِ قدوم کرنے سے ذرا پہلے اضطباع[1] کرے، اور طواف کے پہلے تین شوط میں رمل بھی کرے، رمل کا مطلب ہی چلنے میں جھپٹ کر جلدی اور زور سے قدم اٹھائے، اور قدم نزدیک نزدیک رکھے، اور مونڈھوں کو اچھی طرح ہلاتا چلے،

[1] یعنی احرام کی چادر داہنے مونڈھے سے داہنی بغل کے نیچے کرلے، اس کو اضطباع کہتے ہیں، ۱۲ شریف

جس طواف کے بعد سعی کرتے ہیں اس میں اضطباع اور رمل سنت ہے، اور جس طواف کے بعد سعی نہیں ہے اس میں یہ[1] سنت نہیں ہیں، اور اگر ہجوم کی وجہ سے رمل نہ کرسکتا ہو تو ذرا صبر کرے، جب جگہ مل جائے تب طواف کرے، اور اگر ایک دو شوط (چکر) لگا چکا تھا کہ اس کے بعد بھیڑ ہوگئی، تو ایسی حالت میں رمل ترک کردے، مگر طواف پورا کرے، تاکہ اشواط (چکروں) میں فصل نہ ہونے پائے، اگر پہلے چکر میں رمل یاد نہ رہا دوسرے میں یاد آیا تو اسی سے شروع کردے، اور تیسرے چکر پر ختم کردے، یعنی صرف دو چکر میں رمل کرے، اور اگر دو شوط (چکر) کے بعد یاد آئے تو صرف تیسرے یعنی ایک چکر میں رمل کرے، اور تین شوط پورا کر چکا تھا تب یاد آیا تو اب رمل نہ کرے، کہ اس کی جگہ باقی نہ رہی، اس لئے جس طرح پہلے تین چکر میں رمل سنت ہے اسی طرح اخیر چار میں ترکِ رمل سنت ہے، چنانچہ جو ساتوں چکر میں رمل کرے گا وہ سنت کی خلاف ورزی کرے گا، اور یہ کرنا مکروہ ہوگا،

اضطباع کی موقوفی طواف ختم کرنے کے بعد اضطباع موقوف کردے اور دوگانہ طواف مونڈھے ڈھانک کر ادا کرے، اضطباع صرف طواف میں سنت ہے، اور کہیں نہیں،[2]

---

[1] یعنی اضطباع اور رمل، ۱۲ شریف

[2] بہت سے حجاج احرام باندھنے کے بعد ہی اضطباع کرلیتے ہیں، اور اسی حالت میں نماز بھی پڑھتے رہتے ہیں یہ صحیح نہیں، نماز کی حالت میں مونڈھا ڈھک کر نماز پڑھنی چاہیے، ۱۲

سعی، طواف کے تابع ہے، سعی اسی وقت درست ہے، جب پہلے طواف پایا جائے، اگر کوئی طواف کے پہلے سعی کرے گا تو سعی معتبر نہ ہوگی، بعد طواف اس سعی کا اعادہ واجب ہوگا، اور طواف کے فوراً متصلاً واجب تو نہیں، مگر اس کے ساتھ ہونا سنت ضرور ہے، یوں اگر کسی عذر یا تھکان کی وجہ سے ٹھہر جائے تو مضائقہ نہیں، ہاں بلا عذر تاخیر مکروہ ہے،

آبِ زمزم پی کر سعی کو جانے کا ارادہ کرے تو حجرِ اسود پر پہنچکر ایک استلام اور کرے، اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے، جیسا کہ مذکور ہوا، یہ استلام اس وقت مستحب ہے جب طواف کے بعد سعی کرے، جیسے رمل اور اضطباع مستحب ہے،

سعی کے آداب

پھر بابِ صفا سے ہو کر مسجد سے باہر نکلے کہ اسی باب سے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے، یوں دوسرے دروازہ سے بھی نکلنے کی اجازت ہے، پہلے صفا پر اس قدر چڑھے کہ وہاں سے بیت اللہ نظر آنے لگے، پھر بیت اللہ کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو، دونوں ہاتھ آسمان کی طرف مونڈھے تک اُٹھائے، جس طرح دعاء میں اُٹھاتے ہیں، اور تکبیر و تہلیل بآواز بلند کہے، اور درود شریف آہستہ پڑھے، یہاں بھی دعاء میں خوب الحاح و زاری کرے، کہ یہ جگہ بھی دُعاء کے قبول ہونے کی ہے، اپنی طرف سے کوئی چیز اٹھا نہ رکھے، اُس وقت یہ ذکر ماثور ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو ایک ہے

لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ ،

اور جس کا کوئی شریک نہیں، ملک اور حمد سب اسی کے لئے ہے، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے جو ایک ہی، جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا لشکروں کو شکست دی"

اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ پڑھا اور ہر مرتبہ دُعاء کی، اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ فرمایا، اور پھر ایک بار پڑھا، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط پھر اسی طرح دوسری مرتبہ کیا، پھر تیسری مرتبہ مسلسل سات مرتبہ کیا، گویا مجموعی حیثیت سے اس سات مرتبہ میں اکیس (۲۱) مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا اور سات مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الخ،

صفا پر دعاء

اور صفا پر آپ نے یہ دُعاء کی :-

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ وَاِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَاِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ کَمَا ھَدَیْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَہٗ حَتّٰی

"اے اللہ! تو نے فرمایا ہے کہ تم مجھ سے دُعاء کرو میں تمھاری دُعاء قبول کروں گا اور یقیناً تو جو کہتا ہے اس کی خلاف ورزی نہیں کرتا، میں تجھ سے التجا کرتا ہوں، جیسا کہ تو نے اسلام کی دولت سے

مجھے نوازا اور اس دولت کو مجھ سے نہ لے تاآنکہ تو مجھے اس دنیا سے اسلام پر نہ اٹھا کر	تَتَوَفَّانِیْ وَاَنَا مُسْلِمٌ،

اس کے سوا جو دعا چاہے وہ بھی پڑھ سکتا ہے، اور تلبیہ بھی بار بار کہتا رہے اور دیر تک وہاں ٹھہرا رہے، اور پھر ذکر اللہ میں مصروف رہتے ہوئے مروہ کی طرف چلے، اور صفا و مروہ کے درمیان یہ دعاء ماثور ہے:

"اے پروردگار! مغفرت فرما اور مہربانی کر تو ہی سب سے بڑھ کر معزز و مکرم ہے"	رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ،

قبولیتِ دُعا، اسے بھی پڑھے، اور اس کے ساتھ دوسری دُعائیں بھی پڑھ سکتا ہے، یہ جگہ بھی دعاء کی قبولیت کی ہے، دعاء کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ ہونے پائے، مسجد کے کونے پر جو میل لگا ہوا ہے اس سے جب چھ گز کا فاصلہ رہ جائے اور اس صفا مروہ کے درمیان نشیب میں دوڑ کر چلے، اور یہ دوڑنا اعتدال کا ہو، جب دونوں سے آگے بڑھ جائے تو پھر اپنی رفتار سے چلے، اس لئے یہ دوڑنا فقط دونوں میلوں کے درمیان سنت ہے، اگر کوئی صفا سے مروہ تک پورے راستے دوڑ کر ہی چلا وہ سنت کا چھوڑنے والا کہا جائے گا، گو واجب ادا ہو جائے گا،

لے معلوم رہے کہ صفا مروہ مکہ معظمہ کی مشہور اور متبرک جگہ ہے جس پر اب خوبصورت چھت بنی ہوئی ہے، صفا سے جب مروہ کی طرف چلتے ہیں تو دو ستون سبز پتھر کے بنے ہوئے ہیں ان کو "میلین اخضرین" کہتے ہیں، یہاں دوڑ کر چلنا چاہیئے، یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہے، عورتوں کو اپنی رفتار سے چلنا چاہیئے، ۱۲ شریف

مروہ پر دعاء

پھر مروہ پر چڑھکر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو، تھوڑا دائیں طرف مائل ہونے سے (بیت اللہ) بالکل سامنے ہوگا، ورنہ عمارتوں کی وجہ سے بیت اللہ یہاں سے نظر نہیں آتا، بہرحال یہاں مروہ پر بھی اسی طرح ہاتھ اُٹھا کر دُعاء وذکر کرے جس طرح صفا پر کیا تھا، اس لئے کہ یہ بھی دُعاء کے قبول ہونے کی جگہ ہے، صفا سے مروہ تک آنا ایک شوط (چکر) ہوا، پھر مروہ سے اُتر کر صفا کی طرف چلے، رفتار رات دن چلنے کی ہو، جب میلین کے درمیان پہنچے تو دوڑ کر چلے، پھر میلین کے بعد اپنی سابق رفتار اختیار کر کے صفا پر چڑھے، اور ذکر ودعاء اسی طرح کرے جس کی تفصیل پہلے بیان کی گئی، یہ دوسرا شوط (چکر) ہوا، اسی طرح سات شوط کرے، ابتداء صفا سے کی تھی اور ختم مروہ پر ہوگا، اور ذکر ودعاء ہر مرتبہ خوب خوب کرے، اس میں غفلت وکوتاہی ہرگز نہ ہونے پائے، اگر کوئی ابتداء بجائے صفا کے مروہ سے کرے، تو اس سے پہلے شوط کا اعتبار نہ ہوگا، اب صفا سے مروہ کی طرف پلٹے گا ابتداء یہاں سے ہوگی،

سعی کے بعد نفل

سعی ختم کرنے کے بعد مسجدِ حرام میں آکر دو رکعت نفل ادا کرے، یہ مستحب ہے، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مطاف کے کنارے پر جہاں بیت اللہ کے گرد طواف کرتے ہیں یہ دوگانہ ادا کیا ہے، گردشِ ایام سے بہت سے درجے صفا مروہ کے دب دبا گئے ہیں، اب جو درجے موجود ہیں ان کے پہلے ہی درجہ پر کھڑے ہونے سے بیت اللہ نظر آنے لگتا ہے، اور مقصد اتنا ہی چڑھنا ہے کہ بیت اللہ نظر آنے لگے، اس سے زیادہ اوپر جانا ضروری نہیں ہے، چڑھتے چڑھتے دیوار تک

جا ملنا خلافِ سنت ہے، پہلے درجہ پر سے اگر بیت اللہ نظر آنے لگے تو یہی کافی ہے،

مسجدِ حرام میں اگر کوئی کسی نمازی کے آگے سے گذرے تو اس کو منع نہ کریں خواہ وہ طواف کرنے والا ہو یا طواف نہ کرنے والا ہو،

طواف وسعی کے بعد مفرد کیا کرے؟

مختصر یہ کہ مفرد طواف وسعی سے فارغ ہو کر حالتِ احرام میں مکہ میں قیام کرے، اور جس قدر ہو سکے طوافِ نفل کرتا رہے، اس لئے کہ باہر والوں کے لئے طوافِ نفل نمازِ نفل سے بہتر ہے، بخلاف مکہ والوں کے کہ خاص موسمِ حج میں ان کے لئے نفل نماز ہی طوافِ نفل سے بہتر ہے، اس میں یہ راز بھی ہے کہ اس طرح باہر والوں کو طواف کی آسانی رہے، اہلِ مکہ کی اس موقع پر بھیڑ نہ لگے، کہ اُن کے لئے پھر بعد میں بھی مواقع ہیں،

طوافِ نفل میں اضطباع، رمل اور دوگانہ کے بعد استلام نہیں ہے، یہ تینوں چیزیں اُس طواف کے اندر ہیں جس کے بعد سعی بین الصفا والمروہ ہے، اور یہ مسلّم ہے کہ طوافِ نفل کے بعد سعی کا حکم نہیں ہے، پھر طواف کی طرح سعی نفل نہیں ہے، بلکہ سعی ایک ہی ہے، جو واجب ہے اور بس،

ساتویں ذی الحجہ سے افعالِ حج

ساتویں ذی الحجہ کو امام ظہر کی نماز کے بعد ایک خطبہ دیتا ہے، جس میں حج کے مسائل کی تلقین کرتا ہے، یہ خطبہ مسنون[1] ہے، آٹھویں ذی الحجہ کو آفتاب نکلنے کے بعد

[1] یعنی ضروری نہیں، چنانچہ بہت سے حجاج کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ خطبہ کب ہوتا ہے، ۱۲

منیٰ جائے، اور رات منیٰ میں گذارے، اس لئے کہ یہ سنت ہے، پھر نویں ذی الحجہ کو صبح کی نماز منیٰ میں پڑھے، جب صبح خوب[۱] صاف ہو جائے جسے اصطلاح میں "اسفار" کہتے ہیں اور آفتاب نکل آئے تو عرفات کے لئے روانہ ہو، ضب کی راہ سے جائے اور راستہ میں تلبیہ و تکبیر کہتا جائے، ضب ایک پہاڑی کا نام ہے، جو منیٰ کی مسجدِ خیف کے متصل ہے، آٹھویں تاریخ کو عرفات میں پہنچنا خلافِ سنت ہے، اس لئے کہ منیٰ میں رات گذارنا اور پانچوں نمازیں یہیں پڑھنا سنت ہے،

عرفات میں

نویں ذی الحجہ کو عرفات پہونچ کر جہاں چاہے قیام کرے، مگر لوگوں سے الگ تھلگ نہ رہے، اور راہ میں کہیں قیام نہ کرے، البتہ جبلِ رحمت کے پاس قیام افضل ہے، عرفات پورا کا پورا ٹھہرنے کی جگہ ہے، سوائے "بطنِ عرنہ" کے کہ اس میں نہ قیام کرے، یہ ایک وادی ہے، مسجدِ عرفہ (مسجدِ نمرہ) سے مغرب کی طرف اس طرح واقع ہے کہ اگر اس مسجد کی مغربی دیوار گرے تو اسی میں گرے گی، یہ وادی حدِ عرفات سے خارج اور حرم کا ایک حصّہ ہے، لہٰذا اگر کوئی اس وادیِ عرنہ میں ٹھہرے گا تو اس کا اعتبار نہ ہوگا،

عرفات میں حاضر ہو کر دعا، درود اور ذکر اللہ میں مشغول رہے، کثرت کے ساتھ تلبیہ کہتا رہے، جب دن ڈھلے تو وضو اور غسل کرے، صرف وضو بھی

---

[۱] یعنی چاندنا ہو جائے ۱۲ ش

کافی ہے، مگر غسل افضل ہے، پھر بلا تاخیر مسجد نمرہ میں حاضر ہو، اور امام کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز ادا کرے،

عرفات میں جمع بین الصلوتین اور اس کے شرائط

آج یہ دونوں نمازیں ایک ہی وقت (ظہر) میں پڑھی جائیں گی، اذان ایک ہوگی، اور تکبیر دونوں کے لئے علیحدہ علیحدہ، ظہر کے فرض پڑھ کر فوراً عصر کے فرض پڑھے جائیں گے، ان دونوں فرضوں کے درمیان سنت یا نفل نہ پڑھی جائے، ظہر کے بعد والی دو رکعت سنت بھی ترک کر دی جائے گی، البتہ سلام کے بعد صرف تکبیر تشریق کہی جائے گی، اس کے علاوہ عصر کے فرض پڑھنے کے بعد کوئی سنت یا نفل نماز نہیں پڑھی جائے گی، البتہ اگر امام ظہر کے بعد متصلاً عصر نہ پڑھے، کچھ تاخیر کرے تو مقتدیوں کے لئے نوافل کی گنجائش ہے،

ظہر و عصر دونوں نمازیں اکٹھا پڑھنے کے لئے ان شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے، اولاً مقامِ عرفات کا ہونا، دوسرے نویں ذی الحجہ کا ہونا، تیسرے امام کا یا اس کے نائب کا موجود ہونا، چوتھے احرام کی حالت کا پایا جانا، پانچویں ظہر کا پہلے پڑھنا، اور عصر کا بعد میں، اگر ان پانچوں شرطوں میں سے کوئی بھی شرط

[1] یہ معلوم رہے کہ مسجد نمرہ میں حاضری ضروری نہیں بلکہ ہر حاجی اپنی اپنی جگہ بھی نماز اور دعاء کر سکتا ہے، بلکہ ہجوم کی وجہ سے اچھا یہی ہے کہ اپنے خیمہ میں ذکر و اذکار اور استغفار میں مشغول رہے، اس صورت میں ظہر اور عصر کی نماز اپنے اپنے وقت میں پڑھی جائے گی، یعنی جمع کر کے نہیں پڑھیں گے ۱۲ شریف

نہ پائی جائے گی تو دونوں نمازوں کا ایک وقت میں اس طرح جمع کرنا درست ہوگا،
نماز پڑھکر مسجد سے نکلے، اور پھر جائے قیام پر آجائے، اچھا اور افضل یہ
ہے کہ امام سوار ہو اور مقتدی اس کے آس پاس پیادہ پا اور بعض علماء کہتے ہیں
کہ مقتدیوں کا سوار ہونا بھی افضل ہے، جبل رحمت[1] کے پاس امام کے قریب
جتنا قریب ہوسکے تو بہتر ہے، جبلِ رحمت کے اوپر چڑھنا جیسا کہ عوام کرتے ہیں
اس کی کوئی اصل نہیں، قبلہ کی طرف مُنہ کرکے کھڑا ہو، لیکن کھڑا رہنا ضروری
نہیں ہے، البتہ مستحب ہے، اگر بیٹھا رہے گا تو بھی وقوف ہوجائے گا، اس وقوف
کی نیت بھی شرط نہیں ہے، بس اتنا ضروری ہے کہ موقف میں ہو، اگرچہ سوتا ہوا
پہنچ جائے، یا کوئی بھی زبردستی اسے لے جائے، اسے موقف کا علم ہو یا نہ ہو،
پھر پاک ہو یا ناپاک، یا دوڑتا ہوا موقف سے گذر جائے، ہر حال میں وقوفِ
عرفہ ہوجائے گا، اور فریضہ ادا ہوجائے گا،

عرفات میں دُعاء

امام تلبیہ آواز کے ساتھ کہے، مگر گلا پھاڑ کر نہیں چلائے
اور دعاء، وذکر اللہ میں اخفاء بہتر ہے، امام جو تعلیم
حج سے متعلق دے اسے خشوع وخضوع کے ساتھ سننا چاہئے، اور روئیں تو
اور بہتر ہے، چونکہ یہ مقام عرفات بھی دُعاء کے قبول ہونے کی جگہ ہے اس لئے
دعاء اور الحاح وزاری میں ہرگز کوتاہی نہ ہونے دے، اللہ تعالیٰ سے جو مانگنا ہو
خوب گڑگڑا کر مانگے، انشاء اللہ دعاء قبول ہوگی اور ارمان پورا ہوگا،

---

[1] آجکل ہجوم کی وجہ سے امام جبل رحمت پر نہیں جاتا، ۱۲ شریف

عرفات میں روزہ رکھنے سے بہتر افطار ہی تاکہ خوب خوب جی لگاکر دعائیں کی جاسکیں، تلاوتِ قرآن پاک، درود شریف اور تکبیر و تہلیل، استغفار و تلبیہ میں کوئی کوتاہی نہ ہونے دے، اس لئے پھر اس کی تلافی ممکن نہ ہوسکے گی، گریہ زاری اور استغفار کی کثرت ہو، اس میں کمی نہ ہونے پائے، دنیا کی ساری باتیں آج چھوڑ دے، کلامِ مباح سے بھی اجتناب کرے،

فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں یہ دعا پڑھی ہے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا ، اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَۃِ الْقَبْرِ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی اللَّیْلِ وَشَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّھَارِ وَشَرِّ مَا تَھُبُّ بِہِ الرِّیْحُ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو ایک ہے جس کا کوئی ساجھی نہیں، حکومت اور تعریف اسی کے لئے ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! میرے دل، کان اور نگاہوں میں نور پیدا کردے، اے اللہ! میرے سینہ کو کھول دے، اور میرا معاملہ آسان کردے، میں سینہ کے وسوسے سے معاملہ کے انتشار اور قبر کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! رات اور دن کی برائیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں، جنھیں ہوائیں لے پھرتی ہیں، میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں تیرے در پر تیار ہوں،

اِنَّمَا الْخَیْرُ خَیْرُ الْاٰخِرَۃِ ، (الحدیث)	موجود ہوں، کوئی شبہ نہیں کہ بہتری دراصل آخرت کی بہتری ہے "۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ تین مرتبہ فرمایا اور پھر پڑھا:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ ، اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ بِالْھُدٰی وَنَقِّنِیْ بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْ لِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی ،	" اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں، اسی کی حکومت ہے، اور اسی کے لئے تعریف ہے، اے اللہ! مجھے ہدایت فرما، اور مجھے متقی بنا کر صاف ستھرا کر دے، اور مجھے دونوں جہان (دنیا و آخرت) میں بخش دے "۔

اس دعاء کو ختم کر کے ہاتھ چھوڑ دیئے، اور اتنی دیر چھوڑے رہے جتنی دیر میں سورۂ فاتحہ پڑھی جا سکے، پھر ہاتھ اٹھا کر یہی فرمایا، پھر اتنی مقدار چھوڑ دیا، جتنے میں الحمد پڑھی جا سکے، اسی طرح کرتے رہے، ہاتھ اس طرح اٹھائے جس طرح دعاء میں اٹھاتے ہیں،

الغرض غروب آفتاب تک وہیں رہنا واجب ہے، اگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے عرفہ کے حدود سے نکل آئے گا تو اس پر دم واجب ہوگا، مگر جو غروب آفتاب سے پہلے ہٹ[1] کر چلا آئے اس سے دم ساقط ہو جاتا ہے، اور بعد

[1] یعنی اگر غروب سے پہلے عرفات سے چل دے اور پھر غروب سے پہلے عرفات میں واپس پہنچ جائے تو دم ساقط ہو جاتا ہے، ۱۲ ش

غروب ہٹا تو دم ساقط نہیں ہوتا،

مزدلفہ کو روانگی

افضل یہ ہے کہ آفتاب غروب ہو چکنے کے بعد امام کے ساتھ اس راستہ سے مزدلفہ روانہ ہو جو دو پہاڑوں کے بیچ سے ہو کر آتا ہے، چلنے میں سکینت و وقار ہو، جگہ کشادہ ہو تو اس طرح چلے کہ کسی کو تکلیف نہ ہونے پائے، جن دو پہاڑوں کے بیچ سے راستہ ہے یہ عرفہ اور مزدلفہ کے درمیان ہیں، مزدلفہ کی مسافت مسجد عرفہ (نمرہ) سے تین میل ہے، عرفہ سے روانگی امام سے پہلے نہ ہو، اچھا یہی ہے، لیکن اگر رات ہونے لگے اور امام روانہ نہ ہو تو اس وقت امام کا انتظار نہ کیا جائے، لوگ وہاں سے چل دیں، اس لئے کہ امام اب سنت کو چھوڑنے والا ہے[1]،

امام روانہ ہو اور بھیڑ کی وجہ سے تھوڑا توقف کر کے چلے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے البتہ بغیر عذر زیادہ دیر کرے گا تو گنہگار ہوگا، مزدلفہ کے جب قریب پہنچے تو مستحب یہ ہے کہ پیادہ پا ہو کر مزدلفہ میں داخل ہو، راستہ میں تلبیہ اور ذکر اللہ میں بکثرت مشغول رہے، راستہ میں قیام نہیں کرنا چاہئے، مزدلفہ میں بھی لوگوں کے ساتھ قیام کرے، الگ نہیں کرنا چاہئے،

مزدلفہ میں مغرب و عشاء

مزدلفہ پہنچ کر اسباب وغیرہ اتارنے سے بھی پہلے مغرب و عشاء کی نماز ساتھ ساتھ

[1] آجکل حجاج کی کثرت کی وجہ سے امام کے روانہ ہونے نہ ہونے کا پتہ بھی نہیں چلتا، اس لئے انتظار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۱۲ ش

ادا کریں اس طرح کہ پہلے اذان ہو، پھر تکبیر کہی جائے اور مغرب کے فرض ادا کریں، پھر تکبیر کہی جائے اور عشاء کی نماز فرض پڑھیں، مغرب وعشاء کے فرض کے درمیان سنت ونفل نہ پڑھیں، عشاء کے فرض ادا کرنے کے بعد البتہ دونوں وقتوں کی سنتیں ادا کریں اور وتر بھی پڑھیں،

ان نمازوں کے جمع کے لئے یہ شرطیں ہیں:

① احرام ہو ② پہلے وقوفِ عرفہ کرچکا ہو ③ دسویں شب میں مزدلفہ میں قیام ہو ④ عشاء کا وقت ہو، یہاں جماعت شرط نہیں ہے،

راستہ کی نماز کا اعادہ

اگر مغرب وعشاء کی نماز کسی نے راستہ میں پڑھ لی ہے تو مزدلفہ پہنچکر اسے پھر لوٹائے، اگر کسی وجہ سے اعادہ نہیں کیا اور فجر کی نماز پڑھ لی، تو پھر اعادہ کی ضرورت باقی نہیں رہی، وہ راستہ کی نماز ہوگئی، قضاء کی ضرورت نہیں، اگر کوئی مزدلفہ عشاء کے وقت سے پہلے پہنچ جائے تو اسے اس وقت نماز نہیں پڑھنی چاہئے جب تک عشاء کا وقت نہ ہوجائے، اگر راستہ میں اتنی تاخیر ہوجائے کہ اسے خطرہ ہو کہ مزدلفہ پہنچتے پہنچتے فجر کا وقت ہوجائے گا تو اس مجبوری میں راستہ میں مغرب وعشاء کی نماز پڑھ لینی درست ہے،

مزدلفہ میں پہنچکر اگر کسی نے عشاء کے وقت میں پہلے نمازِ عشاء اور بعد میں مغرب خلافِ ترتیب پڑھی، تو اسے چاہئے کہ مغرب پڑھ لینے کے بعد عشاء کی نماز کا اعادہ کرے، لیکن اگر کسی نے ایسا نہیں کیا اور صبح ہوگئی تو اب نمازِ عشاء جائز ہوگئی، قضاء کی ضرورت نہیں،

مغرب کی نماز جو مزدلفہ میں عشاء کے وقت پڑھی جاتی ہے اس میں نیت ادا کی ہوگی، قضاء کی نہیں، اگرچہ بظاہر وقت کے بعد ہے، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مروی ہے، اس مزدلفہ والی رات میں پوری رات جاگنا مستحب ہے، خواہ مزدلفہ میں ہو خواہ کہیں اور، اس لئے بعض علماء کے نزدیک یہ رات شبِ جمعہ بلکہ شب قدر سے بھی افضل ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

بعد نمازِ فجر وقوف صبح سویرے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھکر امام کے پیچھے اور قریب وقوف کرے، اُسی طرح جیسا کہ عرفہ کے بیان میں گذرا، اس وقوف کا وقت طلوعِ فجر سے لے کر طلوعِ آفتاب تک ہے، اور یہ وقوف واجب ہے، خواہ ایک ہی لمحہ کے لئے مزدلفہ سے گذر جائے، پھر اُسے اس کے مُزدلفہ ہونے کا علم ہو یا نہ ہو، واجب ہر حال میں ذمّہ سے ادا ہو جائے گا،

لیکن سنت یہ ہے کہ وقوف صبح کے خوب روشن ہونے تک باقی رہے یہ رات مزدلفہ میں گذارنی بھی سنت ہے، یہاں موقف میں درود شریف، تکبیر، تہلیل، استغفار، تلبیہ اور اذکار کی کثرت رکھے، دعاء کرنی ہو تو ہاتھ اسی طرح اُٹھائے جس طرح دُعاء میں اُٹھائے جاتے ہیں،

وادیٔ محسّر سوائے وادیٔ محسّر کے مزدلفہ تمام کا تمام موقف ہے، جہاں قیام کرے کافی ہے، وادیٔ محسّر اس لئے موقف میں داخل نہیں ہے کہ یہ اصحابِ فیل کا موقف رہ چکا ہے، اگر کوئی اس وادی میں قیام کرے گا وقوفِ مُزدلفہ میں شمار نہ ہوگا،

منیٰ کو روانگی

مزدلفہ میں جب دیکھ لے کہ اب طلوعِ آفتاب میں دو رکعت نفل کی مقدار وقت باقی ہے تو منیٰ کی طرف روانہ ہو جائے، زبان پر کلماتِ تلبیہ اور اذکار برابر جاری رہیں، وادیٔ محسّر میں جب پہنچے تو اس وادی سے دوڑ کر جلدی سے نکل جائے، پانچ سو پینتالیس گز دوڑ کر چلنے کے بعد آہستہ چلنا شروع کر دے، اب دوڑنے کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ اس وادی کی پیمائش[۱] اسی قدر ہے، یہ وادی نہ منیٰ میں داخل ہے اور نہ مزدلفہ میں، بلکہ ان دونوں کے بیچ میں حدِ فاصل کی حیثیت رکھتی ہے،

اگر کوئی مزدلفہ سے منیٰ کے لئے اسفار کے پہلے ہی کسی معقول کی وجہ سے چل دے اور امام کا ساتھ چھوڑ دے تو کچھ مضائقہ نہیں، اور نہ کوئی دم اور صدقہ ہے، عذر میں بیماری یا بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے کسی حرج کا خوف وغیرہ داخل ہیں، عورتوں کے لئے خصوصیت سے اس کی گنجائش ہے،

اسی طرح اگر کوئی دوسرا وجوب عذر شرعی کی وجہ سے ترک ہو جائے تو اس پر بھی کچھ نہیں آتا ہے، البتہ جو بسبب عذر شرعی کسی محظور کا مرتکب ہوگا اس پر جنایت واجب ہے، اور یہ قاعدہ کلیہ ہے،

رمیِ جمار

منیٰ کی حد پر مکہ کی طرف جمرۃ العقبہ ہے جسے جمرۃ الکبریٰ اور جمرۃ الأخریٰ بھی کہتے ہیں، یہاں جب پہنچے تو سات کنکر اس پر

---

[۱] سعودی حکومت نے اس جگہ پر باقاعدہ نشان لگوا کر اس کی ابتداء اور انتہا دونوں بتلادی ہیں ۱۲ شریف

مارے، اس کنکر مارنے کو اصطلاح میں "رمیِ جمار" کہتے ہیں، یہ کنکر مارنا آج کے دن اور آئندہ دنوں میں واجب ہے،

مستحب طریقہ یہ ہے کہ مزدلفہ سے چلتے ہوئے وہاں سے سات کنکریاں اٹھالے یوں یہ بھی درست ہو کہ راستہ میں کہیں سے اٹھالے، ہاں جمرہ کے پاس سے کنکریاں نہ اٹھائے، یہ مردود کنکریاں ہیں، حدیث میں ہے کہ جن لوگوں کا حج قبول ہوجاتا ہے اُن کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں، اور جن کی کنکریاں وہیں پڑی رہتی ہیں ان کا حج قبول نہیں ہوتا، اگر کوئی ان کنکریوں کو اٹھا کر رمی کرے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے، ان کے علاوہ تریسٹھ کنکریاں جو اور دنوں میں ماری جاتی ہیں، ان کا مزدلفہ سے لانا مستحب نہیں ہے، جہاں سے چاہے لے سکتا ہے، صرف یہ دھیان رہے کہ جمرات کے پاس سے نہ اُٹھائے، کسی بڑے پتھر کو توڑ کر کنکری بنانا مکروہ ہے،

وقتِ رمی اس رمی کا وقت دسویں تاریخ کے طلوعِ فجر سے گیارھویں کی اخیر شب تک ہے، اگر گیارھویں کی فجر طلوع ہوگئی اور رمی نہ کی تو دم آئے گا، دسویں کی فجر کے طلوع سے پہلے بھی رمی صحیح نہیں ہے، اس رمی کا مستحب وقت طلوعِ آفتاب سے زوال تک ہے، اور زوال سے تا غروب وقت مباح ہے، اور غروب کے بعد مکروہ، اسی طرح دسویں کی صبح کو آفتاب نکلنے سے پہلے اور طلوعِ فجر کے بعد بھی مکروہ ہے، البتہ کمزوروں اور مریضوں کے لئے بھیڑ کے خوف سے سویرے قبل طلوعِ آفتاب کرلینا مکروہ نہیں ہے،

آدابِ رمی ناپاک کنکری مارنا مکروہ ہے، مگر یہ اس وقت جبکہ ناپاک ہونے کا یقین ہو، اور اگر شک ہو تو وہم میں نہ پڑنا چاہئے

مستحب یہ ہے کہ اُن کو دھولے، تاکہ یقینی طور پر وہ پاک ہو جائیں،
کنکری کے علاوہ پتھر، مٹی کے ڈھیلے، گارے کے گولے، گیرو، چونا، ہڑتال؛ اور سُرمہ سے بھی رمی جائز ہے، اسی طرح خاک اور ریت سے بھی مگر خاک اور ریت میں ایک مُٹھی ایک کنکری کی جگہ شمار ہوگی، لیکن لکڑی، عنبر، موتی، سونا چاندی، فیروزہ، یاقوت، مینگنی سے رمی جائز نہیں، سات کنکریوں سے زیادہ رمی کرنا مکروہ ہے، اور سات سے کم ناکافی، سات کا عدد پورا کرنا واجب ہوگا کمی کی صورت میں جنایت دے گا، جنایات کی تفصیل اپنی جگہ آئے گی،

کنکری مارنے کا طریقہ

پھر کنکری پے در پے مارنا مسنون ہے، واجب نہیں، اور رمی نشیب میں کھڑے ہو کر کرے، اوپر کی طرف سے مکروہ تنزیہی ہے، رمی کرنے والے شخص اور جمرہ کے درمیان فاصلہ کم از کم پانچ ہاتھ ہو، اس سے زیادہ ہو تو بھی کوئی مضائقہ نہیں، البتہ اس سے کم فاصلہ مکروہ ہے، اور کوئی ہاتھ سے کنکر اٹھا کر جمرہ پر رکھ دے، یعنی بالکل متصل ہو کر، تو یہ جائز نہیں ہے، کنکر کا باقلا کے دانہ کے برابر ہونا مستحب ہے، گو یہ بھی جائز ہے کہ گٹھلی اور پتھری لے کر رمی کرے، ہاں البتہ بڑے پتھر سے مکروہ ہے، کنکر کو جس طرح لے کر پھینک دے، درست ہے، مگر مستحب یہ ہے کہ کنکری کو انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے سرے سے پکڑ کر مارے، اس طریقہ کو اصح اور معتاد قرار دیا گیا ہے، اور بعض عقد دس کے طور پر اور بعض عقد ستر کے طریقہ پر انگوٹھے کے ناخن پر رکھ کر پھینکنا مستحب کہتے ہیں،

جس وقت رمی کرے اس طرح کھڑا ہو کہ منیٰ دائیں اور کعبہ بائیں ہو اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر کنکر مارے، اور ہر کنکر مارنے کے ساتھ تکبیر کہے، ساری کنکریاں ایک مٹھی میں لے کر ایک ساتھ پھینک دے گا تو وہ سب ایک کے حکم میں شمار ہوں گی،

تکبیر کی جگہ اگر سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے تو یہ بھی جائز ہے، تکبیر کے ساتھ یہ دعا پڑھنی چاہئے،

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا ط	"اے اللہ! اس کو حج مبرور بنادے، اور گناہ بخشا ہوا"

اگر کنکر جمرہ میں نہ لگے مگر پاس گرے تو بھی کافی ہے، البتہ دور گرے تو صحیح نہیں ہے، تین ہاتھ یا اس سے زیادہ دوری اصطلاح میں دور ہے، اور اس سے کم قریب ہے،

کنکری مارنے سے متعلق چند مسائل

اگر کوئی کنکری مارے مگر وہ کسی آدمی یا جانور کے بدن پر گرے، اگر وہ خود اس سے ٹکرا کر جمرہ کے قریب پہنچ جائے تو یہ مارنا جائز ہوگا ورنہ نہیں، اسی طرح اگر خود نہ گرے بلکہ جانور کی حرکت سے جا گرے، تو اس کا اعتبار نہ ہوگا، خواہ جمرہ سے قریب ہی جا کر کیوں نہ گری ہو، ایسی کنکری کا اعادہ کرنا ہوگا، اور اگر اس میں شک ہو کہ وہ کنکری خود جا کر گری ہے یا جانور کی حرکت سے تو بھی احتیاطاً اعادہ کرنا چاہئے، جوں ہی پہلی کنکری مارنے لگے تلبیہ بند کردے خواہ مفرد ہو یا قارن یا متمتع، پھر حج فاسد ہو یا صحیح،

کسی نے رمی سے پہلے اگر سر منڈالیا یا طواف، رمی اور حلق و ذبح سے مقدم کرلیا تو وہ بھی تلبیہ بند کردے، اور اگر زوال تک رمی نہ کرسکا تو اسے اس وقت تک تلبیہ قطع نہیں کرنا چاہئے جب تک رمی نہ کرلے، البتہ اگر غروبِ آفتاب تک اس نے رمی نہیں کی تو اب تلبیہ بند کردے، رمی کا انتظار نہ کرے،

اگر کوئی رمی سے پہلے ذبح سے فارغ ہوگیا ہے اور وہ مفرد ہے تو تلبیہ بند نہ کرے، اور اگر قارن یا متمتع ہے تو بند کردے،

خلاصہ یہ ہے کہ رمی کے بعد یہاں (جمرہ پر) نہ ٹھہرے، بلکہ اپنے مقام پر منیٰ میں چلا آئے کہ اس دن اس جمرہ کے سوا اور جمرات کی رمی نہیں ہے،

بعد رمی ذبح اور حلق رمی سے فارغ ہوکر ذبح کرے، مفرد کے لئے یہ ذبح کرنا مستحب ہے، واجب نہیں، قربانی ہو یا کسی اور طرح کا ذبیحہ، جو کچھ کرنا ہو رمی کے بعد کرے، ذبح کے بعد سر منڈائے یا سر کے بال اُنگلی کے ایک پور کے برابر کتروائے، چوتھائی سر مُنڈانا یا چوتھائی سر کے بال کٹوانا واجب ہے، اور پورا سر مُنڈوانا یا پورے سر کے بال کٹوانا مستحب ہے، بال کٹوائے تو ایک پورے سے کم نہ ترشوائے، بلکہ زیادہ ہی ہوں، تاکہ چھوٹے بڑے سب اتنی مقدار میں کٹ جائیں، اگر مُنڈانے میں عذر نہ ہو تو کٹانے سے مُنڈانا ہی بہتر ہے،

عذر کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی بات درپیش ہو جس کی وجہ سے حلق (مُنڈانے) میں دشواری محسوس کرے، جیسے مونڈنے کے اوزار نہ ہوں، یا سر مونڈنے والا نہ ہو، یا منڈوانا مُضر ہو، تو کٹوانا بقدر پور واجب ہوگا، اور اگر

بال اتنے چھوٹے ہوں کہ قصر نہ ہو سکے تو حلق متعین یعنی مُنڈوانا واجب ہوگا،

اگر کوئی کسی مصالحہ جیسے نورہ وغیرہ سے بال دُور کرے یا کسی چیز سے اکھاڑ ڈالے، یا لڑنے میں اُکھڑ جائیں تو ان تمام صورتوں میں حلق شمار ہوگا، بال کٹوانے یا مُنڈوانے کے ارادہ کا پایا جانا ضروری نہیں ہے،

حلق کا مستحب طریقہ

مستحب طریقہ یہ ہو کہ دائیں طرف سے ابتدا کرے، اور جو گنجا سر ہو یا زخمی سر ہو اس پر استرہ چلانا واجب ہے، اگر زخموں کی وجہ سے استرہ نہ چلوا سکتا ہو تو یہ واجب ساقط ہو جائے گا، اور مُنڈوانے والے کی طرح یہ بھی حلال ہو جائے گا، گو اَولیٰ یہ ہے کہ ایسا شخص بارھویں ذی الحجہ تک حلال نہ ہو، جو ایام نحر کا آخری دن ہے،

حلق یا قصر کے بعد لبوں اور ناخن کا لینا (یعنی کتروانا) بھی مستحب ہے، البتہ اگر حلق سے پہلے لے گا تو جزاء واجب ہو گی، اسی طرح حلق سے پہلے خوشبو لگا لینے سے بھی جزاء واجب ہو جاتی ہے، اگر جنگل میں ہو اور بال مونڈنے یا قصر کا آلہ نہ ملے تو شرعاً یہ عذر شمار نہ ہوگا اور وہ حلق یا قصر سے پہلے حلال نہ ہو سکے گا،

حلق یا قصر کے بعد وہ تمام چیزیں حلال ہو جائیں گی جو احرام کی وجہ سے منع ہو گئی تھیں، البتہ ابھی عورت حلال نہ ہو گی،

عورتوں کے لئے قصر

عورت کے لئے حلق (یعنی سر مُنڈانا) حرام ہے، وہ چوتھائی سر کے بال ایک پورے کے برابر چھوٹے کرالے، اس سے واجب ادا ہو جائے گا، اور سارے سر کا قصر مستحب ہے،

حلق کے بعد طوافِ رکن

حلق سے فارغ ہو کر مکہ جائے اور طواف کرے، اس طواف کا نام طوافِ رکن ہے، اور اسے طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں، یہ طوافِ زیارت حج کا تیسرا فرض ہے، اس طواف میں بھی نیت طواف کی فرض ہے،

اس طواف میں چار شوط (چکر) فرض ہیں اور سات پورے کرنے واجب ہیں، اسی طرح پیادہ پا کرنا اگر چلنے کی طاقت ہے، اور داہنی جانب سے شروع کرنا، وضو کرنا، ستر عورت اور ایام نحر میں اس کا کر لینا بھی واجب ہے، اور ترتیب یعنی رمی، حلق کے بعد طواف کرنا سنت ہے، اس طواف میں نیابت درست نہیں ہے، بلکہ خود کرنا فرض ہے، خواہ کسی کی گود میں لد کر کیوں نہ ہو، البتہ کوئی بیہوش ہو تو اس کے لئے نیابت جائز ہے، اس طواف کا کوئی مفسد نہیں ہے، اور تا موت یہ فوت بھی نہیں ہو سکتا، اور نہ اس کا بدل دے کر ادا ہو سکے گا، ہاں جو بعد وقوفِ عرفہ کے انتقال کر جائے اور اتمام حج کی وصیت کر جائے تو اس صورت میں گائے یا اونٹ ذبح کرنا واجب ہوتا ہے اور اس طرح اس کا حج پورا ہو جائے گا،

حلق کا اوّل وقت دسویں کی صبح ہے، جب فجر طلوع ہو جائے، اور دسویں تاریخ میں اس کی ادائیگی افضل ہے، اَولیٰ یہ ہے کہ حلق کر کے ظہر کے وقت منیٰ سے مکہ پہنچ جائے، اور ظہر کی نماز یہیں پڑھے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے، اور اگر جمعہ کی نماز منیٰ میں ہوتی ہو وہیں جمعہ ادا کرے، یہ طوافِ زیارت آخر عمر تک صحیح ہوتا ہے، جو ادا نہ کر سکے اور موت کا وقت آ جائے اس پر

واجب ہو کہ وصیت کر جائے البتہ تاخیر کا گناہ باقی رہے گا،

اگر سعی پہلے طوافِ قدوم کے ساتھ کر چکا ہے تو اب اس طوافِ زیارت میں رمل اور اضطباع کی ضرورت نہیں ہے، اور نہ سعی کی ضرورت ہے، اور اگر پہلے سعی تو کی تھی مگر (طواف میں) رمل و اضطباع بھول گئے تھے یا قصداً چھوڑ دیا تھا تو رمل اور اضطباع نہ کرے، اور اگر اس نے پہلے طوافِ قدوم کے ساتھ سعی نہیں کی تھی تو اس وقت طوافِ زیارت کے اندر پہلے تین شوط میں رمل کرنا چاہئے اس طوافِ زیارت کے بعد سعی ہے لیکن اس میں اضطباع مطلقاً نہیں ہے، اور اگر طوافِ قدوم میں رمل کیا تھا مگر سعی نہ کی تھی تو اب اس طوافِ زیارت میں رمل کرنا چاہئے،

مسائل طوافِ قدوم و سعی

کسی نے حج کے مہینہ سے پہلے حج کا احرام باندھا، اور طوافِ قدوم و سعی بھی کر لی، تو اس صورت میں سعی کا اعادہ واجب ہے، البتہ طوافِ قدوم ہیئتِ تحریمہ کے ساتھ ہو گیا، اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں،

اور جس نے جنابت کی حالت میں طوافِ قدوم اور سعی کی اس پر اعادۂ سعی واجب ہے، اور رمل کا اعادہ سنت، اور اگر طواف و سعی بے وضو کیا تھا تو سعی کا اعادہ مستحب ہے،

حاصل یہ ہے کہ طوافِ فرض ادا کرنے کے بعد عورت بھی حلال ہو جاتی ہے جب تک اسے ادا نہ کرے گا عورت حلال نہ ہو گی خواہ برسہا برس گذر جائیں، یہ واضح رہے کہ حلال کرنے والی چیز اصل میں حلق ہے، طواف نہیں لہٰذا

اگر کوئی طواف پہلے کر لے اور حلق نہ کرے تو محظوراتِ احرام میں سے کوئی چیز حلال نہ ہوگی،

دَم کا وجوب

ایامِ نحر گذر چکے اور طوافِ زیارت نہ کیا تو اس صورت میں دَم واجب ہوگا،

جو عورت بارھویں تاریخ کے غروبِ آفتاب سے اتنی دیر پہلے حیض سے پاک ہوئی جتنی دیر میں وہ غسل کر کے طواف کے کم از کم چار شوط ادا کر سکتی تھی، اور اس نے سستی و کاہلی کی وجہ سے نہیں کئے تو اسے دَم دینا ہوگا، ہاں اگر اتنا وقت نہ تھا تو کوئی مضائقہ نہیں، اور نہ اس پر دَم ہے،

اسی طرح جس عورت کو علم ہو کہ عادت کے مطابق حیض آنے والا ہے اور حیض کے شروع ہونے سے پہلے وہ طوافِ زیارت کے چار شوط ادا کر سکتی تھی مگر اپنی کاہلی کی وجہ سے نہیں کیا، اور حیض سے ایامِ نحر تک پاک نہ ہو سکی، تو اس صورت میں بھی اس پر دَم ہے،

طوافِ زیارت کے بعد دوگانہ

طوافِ زیارت سے فارغ ہو کر دوگانہ طواف ادا کرے اور منیٰ چلا آئے،

اور رات منیٰ میں گذارے کہ یہ سنت ہے اور اس کا ترک مکروہ ہے،

پھر گیارھویں کو بعد زوال تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مارے سنت طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے جمرۂ اُولیٰ پر رمی کرے جو مسجد خیف کے قریب ہے، پھر وسطیٰ پر پھر عقبیٰ پر، اگر اس کے خلاف پہلے وسطیٰ و عقبیٰ پر رمی کرے، اور جمرۂ اُولیٰ پر بعد میں، تو اس حال میں وُسطیٰ و عقبہ کی رمی کا اعادہ سنت ہے،

تاکہ مسنون ترتیب حاصل ہو جائے،

رمی کا طریقہ

رمی کرنے میں اس کا خیال رہے کہ کنکریاں پے درپے مارے اور ہر کنکری کے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا جائے،

جمرۂ اولیٰ کی رمی کر کے ذرا آگے بڑھے اور نرم زمین پر قبلہ کی طرف مُنہ کر کے کھڑا ہو، اور ہاتھ اٹھا کر دُعاء کرے، ہاتھ اُٹھانے کا وہی طریقہ اختیار کرے جو دعاء کے لئے ہے، یا ایسا کرے کہ ہاتھوں کو مونڈھوں تک اٹھائے، اور دونوں ہاتھ کی ہتھیلیوں کو قبلہ کی طرف کردے، اور سورۃ بقرہ پڑھنے کی مقدار یا تین ربع سیپارہ کی مقدار یا بیس آیت کی مقدار قیام کرے، ان تینوں میں جس مقدار کو چاہے اختیار کرے، اور اس حالتِ قیام میں تکبیر، تہلیل، تحمید، تسبیح، استغفار اور درود شریف پڑھتا رہے، اور دُعائیں کرتا رہے،

اسی طرح پھر جمرۂ وسطیٰ کی رمی کر کے ذرا بائیں طرف ہو کر نرم زمین پر قبلہ رُو کھڑا ہو جائے۔ اور اتنی ہی مقدار کھڑا ہو کر اذکار میں مشغول رہے، پھر اسی طرح عقبہ کی رمی کرے اور چلتا بنے، ٹھہرنے کی ضرورت نہیں، ہر جمرات میں پیدل رمی کرنا اَولیٰ ہے، صاحبِ فتح القدیر کا مذہبِ مختار یہی ہے،

جمرات پر رمی

پھر بارہویں کو بعد زوال اسی طرح تینوں جمرات کی رمی کرے، اور امور مذکورہ کی پوری پوری رعایت رکھے،

پھر تیرھویں کو بھی اسی طرح بعد زوال تینوں جگہ رمی کرے، تیرھویں کو زوال سے پہلے رمی مکروہ تنزیہی ہے، اور گیارھویں اور بارھویں کو زوال سے پہلے جائز ہی نہیں ہے، گیارھویں کے غروبِ آفتاب کے بعد سے لیکر بارھویں

کی طلوعِ صبح تک مکروہ وقت ہے، اور جوں ہی بارہویں کی فجر طلوع ہوئی، گیارہویں کی رمی کا وقت ختم ہوگیا، اور رمی قضا ہوگئی، اب اس گیارھویں کی رمی کی قضا بارہویں کی رمی کے ساتھ کرے، اور جزاء دے، اور یہی حال بارہویں کا ہے، کہ اگر تیرھویں کے آفتاب کے غروب ہونے تک نہ کرسکا، تو اس کا وقت ختم ہوگیا، رمی اب نہ ادا کرسکتا ہے نہ قضا، بلکہ اس پر دم واجب ہے، مختصر یہ کہ تیرھویں کے آفتاب کے ڈوبنے سے پہلے تک جتنے دن کی رمی متروک ہوئی، قضاء کرے، اس دن کے غروب آفتاب کے بعد کسی کی قضاء نہیں ہوسکتی،

رمی سے فراغت اور منیٰ جو شخص بارھویں کی رمی سے فارغ ہوکر اسی دن غروبِ آفتاب سے پہلے منیٰ سے چلا آئے، اس کے ذمہ تیرھویں کی رمی واجب نہیں ہوتی، اور یہ چلا آنا بلا کراہت جائز ہے، البتہ غروبِ آفتاب کے بعد اور طلوعِ صبح تیرھویں سے پہلے آنا بکراہت جائز ہے، اور اس حالت میں تیرھویں کی رمی ذمہ میں واجب نہیں ہوتی، ہاں اگر تیرھویں کی صبح منیٰ میں ہی ہوگئی تو واجب ہوتی ہے، اب اگر بغیر رمی کئے آئے گا تو اس پر دَم واجب ہوگا، اس حکم میں اہلِ مکہ اور دوسرے سب برابر ہیں،

ان دنوں میں جو شخص خود تو منیٰ میں رہے مگر سامان مکہ میں بھیج دے، یا سامان تو منیٰ ہی رہنے دے اور خود عرفات چلا آئے، یہ دونوں صورتیں مکروہ ہیں، مگر صاحبِ بحر الرائق نے لکھا ہے کہ اگر سامان و اسباب کی طرف سے اطمینان نہ ہو، اور قلب مشغول و مشوش ہو تو ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے، اس لئے کہ یہ کراہت قلب کی تشویش و انتشار کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے،

اسی طرح نماز یا دوسری عبادت میں اپنا سامان پیچھے رکھنا جس میں تشویش باقی رہے مکروہ ہے، اس لئے کہ عبادت میں فراغ قلب چاہیئے، لیکن اولیٰ یہ ہے کہ تیرھویں تک منیٰ میں قیام کرے اور رمی کرکے روانہ ہو،

منیٰ واپسی پر سنت

منیٰ سے فارغ ہوکر جب مکہ آئے تو سنت یہ ہے کہ پہلے محصب میں ٹھہر کر دعا کرے، یہ مقام فناءِ مکہ میں داخل ہے، یہاں خواہ ایک ساعت ہی کیوں نہ ٹھہرے مگر ٹھہرے ضرور، گو کمالِ سنت یہ ہے کہ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء اسی مقام میں ادا کرے، پھر تھوڑی دیر لیٹ جائے اور اس کے بعد مکہ آئے، پھر جب سفر کا عزم ہو تو طوافِ صدر کرے، مگر ساتوں شوط بغیر رمل ہوں، اور اس کے بعد سعی بھی نہ ہو اگر پہلے سعی نہیں کی تھی، تو اب اسے رمل بھی کرنا ہوگا اور سعی بھی، اس لئے کہ سعی موقت نہیں، بلکہ پہلے بھی کرسکتا تھا، اور اب بھی کرسکتا ہے، لیکن ایک دفعہ،

طوافِ صدر

یہ طوافِ صدر باہر والوں کے لئے واجب ہے، اگر بغیر کئے چلا گیا، تو اگر وہ میقات سے باہر نہیں ہوا ہے تو اس پر واپسی اور طواف کی ادائیگی واجب ہے، اور اگر میقات سے باہر نکل گیا تو اب اسے اختیار ہے خواہ ذبح کرے اور خواہ عمرہ کا احرام باندھ کر آئے اور اول عمرہ بجالائے، پھر طوافِ صدر کرکے جائے، گو ان میں پہلی صورت افضل ہے کہ اس میں فقیروں کا فائدہ ہے، رہی دوسری صورت یعنی طواف کی ادائیگی میں تاخیر تو اس کی وجہ سے کچھ لازم نہیں ہوتا، ہاں یہ یاد رکھئے کہ میقات سے نکلنے کے بعد

بغیر احرام باندھے نہ آئے، اس وجہ سے کہ میقات سے نکل جانے کے بعد بلا احرام مکہ میں آنا حرام ہے،

وقتِ طوافِ صدر اس طوافِ صدر کا اوّل وقت طوافِ زیارت کے بعد ہے، کہ اگر عزم سفر ہے تو اسی وقت کرلے، اس لئے کہ اگر سفر کا ارادہ تھا اور طوافِ صدر کرنے کے بعد قیام ہو گیا تو بھی طوافِ صدر ادا ہو گیا، اس طواف کا اخیر وقت مقرر نہیں ہے، جب چاہے کرسکتا ہے، اگرچہ سال بھر مکہ میں رہنا ہو، مگر مستحب یہ ہے کہ جب وہاں سے روانہ ہو طوافِ صدر کرکے روانہ ہو، تاکہ یہ آخری عہد بیت اللہ کے ساتھ ہو جائے، اور اگر طوافِ صدر کرکے فوراً نہ چلا، بلکہ قیام کرنا پڑا تو اب دو چار دن بعد جب روانگی ہو، پھر دوبارہ کرنا مستحب ہے، البتہ اس شخص سے یہ طواف ساقط ہو جاتا ہے، جو بارہویں ذی الحجہ سے پہلے پہلے مکہ یا حوالیِ مکہ یعنی داخلِ میقات کے اندر اندر وطن بنانے کا ارادہ کرلے، یعنی مستقل قیام کی نیت ہو جائے، اور جو بارہویں کے بعد یہ نیت کرے گا اس سے یہ طواف ساقط نہ ہوگا، جس سے یہ توطّن کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے، گو اس کے لئے مستحب یہی ہے کہ کرلے، لیکن اگر کوئی مستقل بود و باش اختیار کرنے کے بعد مکہ چھوڑے گا تو اس پر طوافِ صدر پھر واجب نہیں ہوگا، جس طرح مکہ کے باشندوں پر کہیں چلے جانے کے وقت واجب نہیں ہے، اور اگر عارضی قیام کی نیت کی ہے مستقل بود و باش کی نیت نہیں کی ہے تو اس سے یہ طواف ساقط نہ ہوگا، اگرچہ وہ سالہا سال ہی کیوں نہ رہے،

طواف میں مطلق نیت کافی ہے، یہ تعیین کہ فلاں طواف کرتا ہوں ضروری

نہیں ہے، اسی وجہ سے جو کوئی مکہ میں داخل ہوا اور طواف کرے تو گو طوافِ قدوم کی نیت نہ ہو مگر ادا طوافِ قدوم ہی ہوگا، اور اگر قربانی کے دنوں میں طوافِ نفل کیا تو اس سے طوافِ زیارت ادا ہوا، اگر روانگی اور عزم سفر کے وقت طواف کیا تو اس سے طوافِ صدر ادا ہوگا،

طوافِ صدر کے بعد

طوافِ صدر جب ادا کر چکے تو دوگانہ ادا کرکے مستقبلِ قبلہ (قبلہ رو) ہوکر خوب پیٹ بھر کر آب زمزم پیئے، اور کئی سانس لے کر پیئے، اور ہر سانس میں بیت اللہ پر نظر ڈالے اور زمزم لے کر چہرہ، سر اور بدن پر ملے، اور ہو سکے تو بدن پر بھی ڈالے اور پھر دہلیز کو بوسہ دے اور سینہ اور داہنا رخسار ملتزم سے لگا کر دایاں ہاتھ اوپر اٹھائے اور بیت اللہ کا پردہ پکڑے، اس طرح جیسے غلام ذلیل اپنے مولیٰ کے کپڑے پکڑتا ہے، اور اگر ہاتھ پردہ تک نہ پہنچ پائے تو اُن کو سر کے اوپر اٹھا کر دیوار پر سیدھا کھڑا کر کے پھیلا دے، غرض جس طرح ہو یہاں ایک ساعت تکبیر و تہلیل اور درود و استغفار اور الحاح وزاری کے ساتھ دعاء میں مشغول رہے اور خوب روئے، رونا نہ آئے تو جیسے بن پڑے رونے کی کوشش کرے پھر استلام کرے اور اُلٹے پاؤں روتا ہوا اور بیت اللہ کی طرف دیکھتا ہوا واپس ہو، یہاں تک کہ مسجد سے باہر نکل آئے،

مسائلِ متفرّقہ

اگر کسی نے ایسا کیا کہ مکہ نہیں آیا اور باہر سے باہر عرفات چلا گیا، تو اس پر طوافِ قدوم واجب نہیں ہے، البتہ ترکِ سنت کا اسے گناہ ہوگا،

وقتِ عرفہ عرفہ کا وقت نویں ذی الحجہ کے زوال کے بعد سے دسویں ذی الحجہ کے طلوعِ فجر تک ہے، اگر اس درمیان میں ایک منٹ کے لئے بھی عرفات میں آجائے گا خواہ سوتا ہوا یا بیہوش ہی کیوں نہ ہو، وقوفِ عرفہ کا فریضہ ادا ہو جائے گا، حد یہ ہے کہ دوڑتا ہوا تیزی سے اس اثنا میں عرفات سے گذر جائے گا تو اس کا فریضہ بھی حکماً ادا ہو جائے گا،

بیہوش کی طرف سے احرام کسی نے احرام نہ باندھا تھا، اور وہ عرفات پہنچکر بیہوش ہوگیا، تو اگر کسی نے اس کی طرف سے حج کا احرام باندھ لیا، تو اس کا وقوف ہوگیا، دوسرے اس کی طرف سے احرام باندھنے کی شرط اس وجہ سے لگائی گئی کہ بدونِ احرام وقوف معتبر نہیں ہے، رہی نیتِ حج سو اس کی طرف سے پائی گئی، اس لئے کہ وہ اسی کے لئے آیا تھا، لہٰذا نیابت درست ہوگی،

اگر بیہوش کی طرف سے نیت کرکے جب وہ دوسرا تلبیہ کہے گا بیہوش مُحرِم ہو جائے گا، اس کے کپڑے اُتارنے ضروری نہیں .... اگر اس بیہوش کی طرف سے کوئی ممنوع چیز ہوگی اس کی جزاء اسی پر آئے گی،

بیہوش کی طرف سے احرام باندھا جا سکتا ہے، اگرچہ وہ احرام باندھنے والا خود اپنا احرام بھی باندھے ہوئے کیوں نہ ہو، اب اگر اس شخص کی طرف سے محظور کا ارتکاب ہوگا جو اپنے اور بیہوش کی طرف سے محرم ہے تو ایک ہی جزا آئے گی، جب بیہوش ہوش میں آجائے گا اپنے افعال خود ادا کرے گا، اور اگر برابر بیہوشی طاری رہی تو جس نے اس کی طرف سے احرام باندھا ہے اس کا کرنا کافی ہوگا، بیہوش کو طواف میں لے جانا ضروری نہیں ہے، البتہ اولیٰ ہے، مگر اس شخص کو جو بیہوش کی طرف سے بھی احرام باندھ چکا ہے، اپنی طرف سے اور اس کی طرف سے طواف وسعی الگ الگ کرنی ہوگی، دونوں کی طرف سے ایک طواف وسعی کافی نہ ہوگا،

بعد احرام بیہوشی البتہ جو شخص احرام کے بعد بیہوش ہوا ہے اسے طواف وغیرہ میں لے کر پھرنا چاہئے، جو شخص اُس کو اٹھا کر طواف کرائے اس کے لئے بھی طواف کی نیت شرط ہے، ایک طواف دونوں کی طرف سے کافی ہوگا، اور احرام کے بعد اگر مجنون ہوگیا ہے تو اس کا رفیق اسے ساتھ لے کر افعالِ حج ادا کرے گا، اور اگر احرام سے پہلے پاگل ہوا ہے تو وہ اس کی طرف سے احرام باندھے گا اور اسے لے کر افعالِ حج ادا کرے گا،

بچے کی طرف سے احرام وہ بچہ جسے تمیز نہیں اس کی طرف سے اس کا ولی احرام باندھے گا، اور عاقل لڑکا خود تمام افعال بالغوں کی طرح انجام دے گا،

وقوفِ عرفہ کے ترک سے حج کا ترک جس شخص سے وقوفِ عرفہ فوت ہوگیا اس کا اس سال

حج ہی فوت ہوگیا، اگر وہ مفرد ہے تو طواف وسعی کرکے سر منڈالے، اور حلال ہوجائے، اور اگلے سال حج ادا کرے، اور اس پر دم نہیں ہے،

اور اگر قارن ہے اور وہ عمرہ ادا کرچکا ہے تو وہ بھی مفرد کی طرح طواف وسعی کرے گا، اور حلال ہوجائے گا، اور اگر اس نے عمرہ ابھی ادا نہیں کیا ہو تو وہ پہلے عمرہ ادا کرے گا، پھر دوسرا طواف وسعی کرکے حلال ہوجائے گا، اس سے دمِ قران ساقط ہوگیا، اور جو متمتع ہے تو وقوفِ عرفہ کے ترک کی وجہ سے اس کا تمتع باطل ہوگیا، آئندہ سال آکر حج کرے گا،

عورت حج کیسے کرے؟

عورت مرد ہی کی طرح حج کے افعال ادا کرے گی مگر یہ سر کو کھلا ہوا نہ رکھے گی، البتہ چہرہ کھلا رکھے گی، اور اجنبی کے سامنے چہرہ پر اس طرح کپڑا لٹکانا کہ وہ کپڑا چہرہ سے نہ لگے واجب ہے، اور محرم کے سامنے مستحب، عورت تلبیہ بلند آواز سے نہ کہے گی، بلکہ اس طرح کہے گی کہ خود سن سکے، اسی طرح یہ رمل واضطباع بھی نہ کرے گی، اور نہ میلین کے درمیان سعی میں دوڑے گی، بلکہ اپنی چال برقرار رکھے گی، اسی طرح عورت حلق کی جگہ قصر کرے گی، حلق کی اجازت نہیں ہے، عورت سلا ہوا کپڑا پہنے رہے گی جس کی مرد کو اجازت نہیں، البتہ یہ خیال رکھے کہ وہ زعفران اور کسم کا رنگا ہوا نہ ہو، اگر ان سے رنگا ہوا ہے تو اسے دھو ڈالے، موزہ اور زیور پہنے رہنے کی اجازت ہے، ان کو پہنے رہے، دستانے بھی

ؔ قارن کے ایک ساتھ دو احرام ہوتے ہیں، ایک عمرہ کا دوسرا حج کا، اس لئے پہلے عمرہ کا طواف وسعی کرے گا اس کے بعد دوسرا طواف وسعی حج کا ہوگا، ۱۲ شریف

پہننے جائز ہیں، اگرنہ پہننا اچھا ہے، بھیڑ میں وہ حجرِ اسود کے پاس نہ جائے، اور نہ صفا مروہ پر، اسی طرح بھیڑ میں وہ دوگانہ مقام ابراہیم کے پاس نہ پڑھے۱،

حالتِ احرام میں حیض

خنثیٰ مشکل کو عورت ہی کی طرح حج کرنا چاہئے عورت کو حیض آجائے تو وہ اسے کسی فعل سے نہیں روکتا ہے، سوائے طواف کے کہ حالتِ حیض میں طواف کی اجازت نہیں ہے، اور حیض کی وجہ سے اگر اس کا طوافِ زیارت مؤخر ہوجائے تو کوئی مضائقہ نہیں حتیٰ کہ دم بھی واجب نہیں ہی، اور اگر سعی طوافِ قدوم کے ساتھ نہ کی ہو تو اب طواف کے ساتھ سعی کو بھی موقوف رکھے، پاک ہونے پر دونوں ساتھ ساتھ کرے،

جس عورت کو احرام باندھنے سے پہلے حیض آجائے اُسے چاہئے کہ غسل کرکے احرام باندھ لے، یہ غسل صفائی کے لئے ہوگا، اور طواف وسعی کو چھوڑ کر تمام افعالِ حج ادا کرتی رہے، اور اگر حیض وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد آیا ہے تو اس سے طوافِ صدر ساقط ہوجائے گا، اور دَم بھی واجب نہ ہوگا، لیکن اگر وہ ٹھہر جائے اور پاک ہونے کا انتظار کرے، اور پاک ہوکر طواف کرے، پھر گھر روانہ ہو، تو یہ اچھا اور بہتر ہے، نفاس کا حکم بھی وہی ہے جو حیض کے متعلق بیان کیا گیا،

۱ؔ بلکہ حرم شریف میں کسی سکون کی جگہ پڑھ لے، ۱۲

مکہ معظمہ کے وہ مقامات جہاں دعا قبول ہوتی ہے

مکہ معظمہ میں چند جگہیں ایسی ہیں جہاں دعا قبول ہوتی ہے، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس خط میں اُن جگہوں کو لکھا ہے جو آپ نے اہلِ مکہ کے نام لکھا تھا وہ جگہیں یہ ہیں :-

(۱) مطاف میں جہاں طواف کرتے ہیں (۲) ملتزم کے پاس،
(۳) بیت اللہ کے اندر (۴) میزاب کے نیچے (۵) خلف مقامِ ابراہیم میں،
(۶) زمزم کے پاس (۷) صفا پر (۸) مروہ پر (۹) سعی کی جگہ (۱۰) منیٰ میں،
(۱۱) عرفات پر (۱۲) مزدلفہ میں (۱۳) جمرات کے پاس،
اور ان کے علاوہ (۱۴) کعبہ کو دیکھنے کے وقت (۱۵) رکنِ یمانی کے نزدیک
(۱۶) اور رکنین کے مابین، واللہ اعلم بالصواب،

فصل عمرہ کے بیان میں

ساری عمر میں ایک مرتبہ عمرہ کرنا سنتِ مؤکدہ ہے، لیکن رمضان کا عمرہ سال کے اور حصوں سے افضل ہے، رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے، بلکہ مسلم شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ اس حج کے برابر ہے جس نے میرے ساتھ حج کیا ہو،

عمرہ کب اور کن لوگوں پر فرض ہے؟ نویں، دسویں، گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں ذی الحجہ کو عمرہ کی بجا آوری مکروہ تحریمی ہے،

اگر احرام پہلے کا ہو تو ان دنوں میں عمرہ بلا کراہت جائز ہے جس طرح کہ کسی کا حج فوت ہو گیا اور وہ ان دنوں میں عمرہ کر کے حلال ہونا چاہے تو مکروہ نہیں ہے،

اہل مکہ اور جو اہل مکہ کے حکم میں داخل ہیں، یعنی میقات کے اندر رہنے والے یا وہ شخص جو حج کے مہینوں سے پہلے ہی مکہ آچکا ہے اور مقیم ہے، ان سب کو حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا مکروہ ہے، اور اگر وہ اس سال حج کرنا چاہتے ہیں، ہاں اگر اس سال حج کی نیت نہ ہو تو ان دنوں میں عمرہ بجالانے میں کوئی مضائقہ نہیں اور نہ کراہت ہے،

عمرہ کا طریقہ

عمرہ کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے احرام باندھکر آئے، اور رمل و اضطباع کے ساتھ طواف کرے، اور اول استلام کے ساتھ تلبیہ منقطع کر دے، اور دوگانہ طواف ادا کر کے پھر حجر اسود کا استلام کرے، اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے، اور اس سے فارغ ہو کر سر منڈائے یا قصر کرے،

فرائض و واجبات عمرہ

عمرہ میں احرام فرض ہے، اور طواف کے چار اشواط، اور باقی تین شوط پورے کرنے سعی اور حلق واجب ہیں، اور باقی افعال سنت و آداب ہیں، احرام طواف اور سعی کی جو کیفیت حج میں بیان ہو چکی ہے وہی یہاں بھی ہوگی، تفصیل پہلی فصل (۵) میں ملاحظہ فرمائی جائے،

حج و عمرہ میں فرق

عمرہ حج ہی کی طرح ہے، مگر ان چند امور میں فرق ہے، اولاً حج فرض ہے، عمرہ فرض نہیں، ثانیاً حج

موقت ہے یعنی اس کے ایام مقرر ہیں، عمرہ موقت نہیں، ہمیشہ ہو سکتا ہے، تیسرے یہ کہ حج میں وقوفِ عرفہ، وقوفِ مزدلفہ، رمی جمار، جمع بین الصلوٰتین، خطبہ، طوافِ قدوم اور طوافِ صدر یہ سب ہیں، عمرہ میں ان میں سے کچھ بھی نہیں، چوتھے عمرہ اگر فاسد کرے یا جنابت میں طواف کرے تو بکری کافی ہے، اور حج میں صرف اتنے سے کام نہیں بنتا جس کی تفصیل آرہی ہے، میقات کا بیان فصل اوّل میں گذر چکا، دوبارہ بیان کرنے کی حاجت نہیں،

فصل قِران کے بیان میں

احناف کے نزدیک تمتع سے افضل قران ہے، اہلِ مکہ اور میقات کے اندر رہنے والے اور ان لوگوں کو قران جائز نہیں ہے جو اشہرِ حج سے پہلے مکہ آکر مقیم ہو چکے ہیں،

قرآن کا طریقہ یہ ہے کہ اشہرِ حج میں احرام[1] باندھے اور بعد دوگانہ (نوافلِ احرام) کہے :-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ،	"اے اللہ! میں حج اور عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں تو ان دونوں کو میرے لئے آسان فرمادے اور میری طرف سے ان کو قبول فرما"

اور پھر حج وعمرہ کی نیت سے تلبیہ کہے، باقی احرام کی تفصیل وہی ہے جو مفرد

[1] یعنی عمرہ اور حج کا احرام ایک ساتھ باندھے اور یوں نیت کرے۔ اَللّٰھُمَّ الخ ۱۲ ش

کی بحث میں گذر چکی، حج کے مہینوں سے پہلے احرام باندھا جائے تو بھی قران ہو جاتا ہے، مگر کراہت تحریمی کے ساتھ، پھر قارن جب طواف کرے تو اسے پہلے عمرہ کا طواف کرنا چاہئے، جس میں رمل و اضطباع بھی کرے، پھر طواف کے بعد عمرہ کے لئے سعی کرے اور حلق نہ کرائے، اس لئے کہ وہ ابھی احرام حج میں باقی ہے، اگر غلطی یا کسی اور وجہ سے حلق کر لیا بھی تو بھی حلال نہ ہوگا، اور اس پر دو دم جنایت کے اور دو دم احرام کے واجب ہوں گے،

سعی کے بعد قارن کیا کرے؟

سعی عمرہ سے فارغ ہو کر قارن پھر طواف قدوم کے لئے آئے گا، اور رمل و اضطباع کے ساتھ طواف قدوم ادا کرے گا، اور اس کے بعد سعی بین الصفا والمروہ یہ واضح رہے کہ قارن کے لئے یہی افضل ہے، کہ اسی طواف قدوم کے ساتھ سعی کرے، مفرد کے لئے افضل نہیں، قارن بھی اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو اسے طواف میں رمل و اضطباع چھوڑ دینا چاہئے، بقیہ مسائل کی یہاں بھی وہی تفصیل ہے جو فصل اول میں گذر چکی،

طوافِ عمرہ

قارن پہلے عمرہ کے لئے طواف کرے، جو واجب ہے، اگر اس نے اس طواف میں بجائے عمرہ کے قدوم کی نیت کر لی تو بھی یہ طواف طوافِ عمرہ ہی ہوگا، طوافِ قدوم نہ ہوگا، اور اگر کوئی ایسا کرے کہ پہلے دو طواف کرے پھر دو سعی ایک ایک عمرہ کے اور ایک ایک قدوم کے، تو ایسی صورت میں بھی قران جائز ہو جائے گا، اور دم جنایت لازم نہیں آئے گا، مگر اس طرح کرنے سے گنہگار ہوگا، پھر وہ جب دسویں ذی الحجہ کو جمرۃ العقبہ کے بعد رمی

کرے گا تو اس پر ذبح کرنا واجب ہوگا، اور اس دَم کو دمِ قرآن اور دمِ شکر کہتے ہیں، اس میں ایک بکری ذبح کرے، یا گائے، اونٹ کا ساتواں حصہ انہی شرائط کے ساتھ جو قربانی کے لئے ہیں جائز ہے،

گائے، اونٹ، کے تمام شرکاء قربت و ثواب کی نیت کریں، خواہ یہ قربات مختلف ہی ہوں، مثلاً کوئی قران کا حصہ لے، کوئی قربانی کا، کوئی نذر کا، اور کوئی نفل کا، اس میں کوئی حرج نہیں، درست ہے، لیکن اگر ان شات میں سے کسی کی نیت صرف گوشت کی ہو قربت کی نہ ہو تو پھر کسی کی طرف سے ادا نہ ہوگا، جیسا اضحیہ (قربانی) کے جانور میں ہوتا ہے، یہ یاد رہے کہ قربانی دَم کے قائم مقام نہیں ہوا کرتی،

دمِ قران اس دَم میں قرآن کے دَم کی نیت کرنی چاہئے، تاکہ دمِ جنایت دمِ نفل سے ممتاز ہو جائے، مطلق ذبح کی نیت نہ کرے، قارن کو اُس گوشت کا کھانا جائز ہے، مگر اسے چاہئے کہ گوشت کے تین حصے کرے، ایک حصہ صدقہ کر دے، دوسرا حصہ احباب کو دے یا کھلائے، تیسرا حصہ خود استعمال میں لائے، اس لئے کہ یہ طریقہ مستحب ہے،

قارن پر ان تین چیزوں میں ترتیب واجب ہے، اوّل رمی، پھر ذبح، پھر حلق، البتہ طواف میں ترتیب واجب نہیں ہے، جس وقت چاہے کر سکتا ہے، ان تینوں کے پہلے کرلے یا سب کے اخیر میں کرے یا درمیان میں، ہر طرح گنجائش ہے، مگر سنت یہ ہے کہ حلق کے بعد طواف کرے، مفرد پر ترتیب واجب نہیں ہے، مگر رمی و حلق میں ترتیب، اس پر بھی واجب ہے،

قارن اگر دم کی قدرت نہ رکھتا ہو

قارن کے پاس اگر اتنے پیسے نہ ہوں کہ وہ دم کا جانور خریدنے کے بعد بقیہ پیسہ سے گھر پہنچ جائے اور نہ (دم) اس کی ملکیت میں ہو تو وہ دس روزے رکھے تین روزے تو ان میں سے دسویں سے پہلے رکھ لے، اگر مسلسل ان تینوں کو رکھے تو اچھا ہے، اور اگر متفرق رکھے تو اس کی بھی اجازت ہے، اور بہتر یہ ہے کہ ساتویں، آٹھویں اور نویں کو رکھے، ورنہ اشہر حج میں بعد احرام عمرہ قران کے جب چاہے رکھ لے، مگر حج کے مہینوں کے اندر اندر، اور اگر اس کا خوف ہو کہ روزہ کی وجہ سے کمزوری آجائے گی، اور وقوف عرفہ میں نشاط باقی نہ رہے گا تو اس صورت میں نویں ذی الحجہ سے پہلے ہی فارغ ہو لینا افضل ہے، بلکہ ایسے شخص کے لئے عرفہ کا روزہ مکروہ ہے،

تین یہ ہوئے بقیہ سات روزے ایام تشریق کے بعد رکھے، خواہ مکہ میں ہو یا کہیں اور، جہاں اُسے سہولت ہو، یہ سات روزے بھی مسلسل ہی رکھنا افضل ہے، یوں متفرق طور پر رکھے تو یہ بھی جائز ہے، اگر ایام تشریق میں رکھے گا تو درست نہ ہوگا، تین روزے نویں سے پہلے ہونے چاہئیں، اگر پہلے نہ رکھ سکا تو اس پر دم متعین ہو گیا، اگر مقدور نہ ہو تو رمی کے بعد حلق کر کے حلال ہو جائے، لیکن اس طرح دو دم اس پر واجب ہوں گے، ایک دم قران، دوسرا ذبح سے پہلے حلال ہونے کا،

اور جو شخص ایام نحر سے پہلے یا ان دنوں میں حلق سے پہلے دم دینے کی قدرت رکھتا ہے تو اس پر روزے نہیں ہیں، بلکہ ذبح کرنا ہی واجب ہے، اور اگر ایام نحر گذرنے کے بعد قادر ہو یا ہو تو انہی دنوں میں مگر حلق کے بعد، تو اُسے سات روزے رکھنے ہوں گے، اور دم دینا چاہے تو یہ بھی دے، اور اگر کسی نے دم کے باوجود

دل کے تین روزے رکھے، جو یوم نحر کے دم تک باقی رہے، تو اس صورت میں دم ہی واجب ہوگا، روزے کافی نہ ہوں گے، البتہ اگر ابھی جانور ذبح نہ کیا تھا کہ ہلاک ہوگیا، تو اب روزے معتبر نہ ہوں گے،

قِران کِن صُورتوں میں ہوجاتا ہے؟

کسی نے پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھا، اور ابھی عمرہ کے طواف کے چار شوط نہیں ہوئے تھے کہ حج کا احرام باندھ لیا، تو بھی قران ہوگیا، اور اگر عمرہ کا طواف چار شواط پورا کرنے کے بعد حج کا احرام باندھے گا تو اس کا قرآن نہ ہوگا، اور اگر ایسا کیا کہ پہلے حج کا احرام باندھا، اور ابھی طوافِ قدوم نہیں کیا تھا کہ پھر عمرہ کا احرام باندھ لیا، تو اس صورت میں بھی قران ہوجائے گا، گو اس طرح کرنا مناسب نہیں ہے، باقی تفصیل بڑی کتابوں میں دیکھی جائے، واللہ تعالیٰ اعلم

فصل، تمتّع کے بیان میں !

حنفیہ کے یہاں تمتع اِفراد سے افضل ہے، مکی، داخلِ میقات رہنے والوں اور جو کوئی حج کے مہینوں سے پہلے ہی مکہ میں آجائے اور حلال ہوکر رہے، ان سب کے لئے تمتّع جائز نہیں ہے، وہ شخص جس نے رمضان میں احرام باندھا اور مکہ آیا، اور عمرہ نہ کیا بلکہ شوال میں عمرہ ادا کیا، پھر اسی سال حج کیا، تو اس کی طرف سے تمتّع ادا ہوجائے گا، اور جو شخص اشہرِ حج سے پہلے مکہ جائے اور تمتع کرنا چاہے اسے اسی طرح کرنا چاہیے کہ احرام باندھ کر جائے، مگر شوال سے پہلے عمرہ کا طواف نہ کرے،

صحتِ تمتع کی شرطیں

تمتع کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرطیں ہیں:۔ ○ پورا عمرہ حج کے مہینوں میں سے کسی ماہ میں کیا ہو، یا کم از کم عمرہ کے طواف کے اکثر چکر اشہر حج (شوال، ذی قعدہ یا ذی الحجہ) میں کئے ہوں، اگرچہ احرام اس سے پہلے ہی کیوں نہ باندھ لیا ہو، مثلاً کسی نے تیسویں رمضان کے غروب آفتاب کے وقت عمرہ کا احرام باندھا اور طواف عمرہ کے ایک دو شوط (چکر) کئے تھے کہ آفتاب غروب ہوگیا تو اب اس کے باقی شوط (چکر) شب یکم شوال میں داخل ہوگئے،

○ دوسری شرط یہ ہے کہ عمرہ کا احرام حج کے احرام سے پہلے ہو ○ تیسرے یہ کہ طوافِ عمرہ کا اکثر حصہ حج کے احرام سے پہلے ہوچکا ہو، ○ چوتھے حج یا عمرہ کو فاسد نہ کرے، اگر ان میں سے ایک کو بھی باطل کر دیا تو تمتع باطل ہوگیا، ○ دونوں کو ایک سال میں ادا کرے ○ چھٹے یہ کہ عمرہ کے بعد جو اشہر حج میں ہوتا ہے مکہ میں مستقل بود و باش نہ اختیار کی ہو ○ ساتویں عمرہ و حج دونوں کو ایک سفر میں ادا کرے،

تمتع کا طریقہ

تمتع کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھے اور اُسے حج کے مہینوں میں سے کسی وقت ادا کرے، ٹھیک اسی طرح جس کی تفصیل فصل عمرہ میں گذری، پھر حلق کر کے حلال ہوجائے، اور وطن کے سوا جہاں چاہے رہے، پھر میقات سے حج کا احرام باندھے، اور حج ادا کرے، اور

ع (تمتع کرنیوالے حجاج کیلئے ایک ضروری مسئلہ، برصفحہ ۸۳)

اگر مکہ میں مقیم ہے تو آٹھویں ذی الحجہ کو احرام باندھکر منیٰ جائے، اور احرام حج آٹھویں ذی الحجہ سے پہلے باندھنا افضل ہے، پھر حج اسی طرح کرے جس کی مفصل کیفیت افراد کی بحث میں گذری،

طوافِ زیارت میں رمل کرے اور اضطباع نہ کرے، متمتع پر طوافِ قدوم نہیں ہے،

اگر کوئی متمتع احرام حج کے بعد طوافِ نفل کرے اور اس میں رمل و اضطباع کرے تو وہ طوافِ زیارت میں رمل و اضطباع نہ کرے، اور قارن کی طرح یہ بھی رمی کے بعد ذبح کرے، اور اگر اس کی قدرت نہ ہو تو دس روزے رکھے، اسی ترتیب سے جس کا قرآن میں ذکر ہوا،

وہ متمتع جو ہدی لائے اگر متمتع اپنے ساتھ جانور لایا ہو جسے اصطلاح میں ھَدِیْ کہتے ہیں، اور یہ لانا افضل بھی ہے،

تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھے، پھر جانور کو ہانکے، اور اپنے ساتھ ساتھ لے چلے، یوں آگے سے کھینچنے سے اچھا پیچھے سے ہانکنا ہے، لیکن اگر ہانکنے سے نہ چلے تو آگے سے کھینچنے میں کوئی مضائقہ نہیں،

اہل پاکستان و ہندوستان کے اکثر حاجی حج سے پہلے عمرہ کر کے مدینہ چلے جاتے ہیں، ایسے حضرات کو چاہئے کہ مدینہ سے افراد کا احرام باندھ کر مکہ آئیں، ورنہ اُن کا پہلا عمرہ باطل ہو جائے گا اور اگر قران کا احرام باندھا تو دم واجب ہوگا،

(عمدۃ المناسک شرح زبدۃ المناسک)

ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جسے حرم میں ذبح کرنے کے لئے ثواب کی نیت سے لایا ہو، خواہ گائے ہو یا اونٹ، بکری ہو یا بھیڑ،

قلادہ اور بُدنہ

بُدنہ اصطلاح میں اونٹ یا گائے کو کہتے ہیں، کسی اور جانور کو نہیں، اگر ہدیہ بُدنہ ہو تو اس کے گلے میں قلادہ ڈالے، اور اس کا قلادہ یہ ہے کہ جوتہ یا زنبیل کاٹ کر یا کچھ اور چیز اُون یا بالوں کی رسّی میں باندھکر اُس جانور کے گلے میں لٹکادے، اور کوہان کے نیچے بائیں طرف ذرا چیر دے، اس طرح کہ صرف کھال چرے گوشت تک نہ پہونچے، اور جو خون زخم سے نکلے اس سے اونٹ یا گائے کے کوہان کو رنگ دے، اسے اصطلاح میں اِشعار کہتے ہیں، یہ مستحب ہے، اور جسے یہ کرنا نہ آئے اُسے کرنا مکروہ ہے، اس کے بعد عمرہ ادا کرے، اور عمرہ سے اس وقت تک حلال نہ ہو جب تک حلق یا قصر نہ کرلے، اس لئے کہ اس سے پہلے حلال نہ ہوسکے گا، اور اس کی خلاف ورزی کی صورت میں دمِ جنایت اس پر واجب ہوگا، اور عمرہ کا احرام باقی رہے گا، اگر اس سے کوئی جنایت ہوگی، اس کی جزاء اسے دینی ہوگی، عمرہ ختم کرکے حج کا احرام باندھے، اور حج ادا کرے، جیسا مذکور ہوا، اور رمی کے بعد حلق یا قصر کرے، اب اس طرح وہ دونوں احراموں سے نکل آئے گا،

۲ دو احرام میں رہنے والے

متمتع جو احرام باندھنے کے بعد ھدی لایا ہے، اور قارن اور تیسرا وہ متمتع جو ہدی نہیں لایا ہے، مگر عمرہ کے بعد حلال بھی نہیں ہوا ہے، اور اس کے رہتے حج کا احرام باندھ لیا، یہ تینوں اشخاص دو۲ احرام میں ہوتے ہیں، اگر ان میں سے

کسی سے کوئی جنایت ہوگی تو اسے مفرد سے دوگنی جزاء دینی ہوگی، اس وجہ سے کہ مفرد پر صرف ایک احرام ہے، اور ان سب پر دو دو احرام ہیں، وہ متمتع جو ہدی نہیں لایا ہے جب وہ عمرہ کی ادائیگی کے بعد حلال ہوگیا، اور اس کے بعد حج کا احرام باندھا تو یہ مفرد کی طرح ہوا، یعنی ایک ہی احرام رہا، اگر اس سے کوئی جنایت ہوگی تو ایک ہی جزاء دے گا، جس طرح مفرد دیتا ہے،

اور متمتع جو جانور لاتا ہے وہ حلق کے بعد عمرہ سے بالکل نکل آتا ہے حتیٰ کہ عورت کے لئے بھی وہ حلال کے حکم میں ہے، بخلاف حج کے احرام کے کہ حلق کے بعد سب چیز کے لئے تو حلال ہوتا ہے مگر عورت کے لئے اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک طوافِ زیارت نہ کرلے، اور قارن حلق کے بعد بھی احرامِ عمرہ سے نہیں نکلتا ہے، اور عورت کے لئے حلال نہیں ہوتا،

طواف سے پہلے جماع

لہٰذا متمتع اگر طواف سے پہلے اور حلق کے بعد جماع کرے گا تو ایک جزاء دے گا، اور اگر قارن ایسا کرے گا تو اسے دو جزاء دینی ہوں گی، اور اگر حلق سے پہلے ایسا کیا ہے تو دونوں کی دو جزاء دیں گے، (بوجہ دو احرام ہونے کے)

حج کے مہینوں میں جس نے عمرہ کیا، مگر ہدی ساتھ نہ لایا اور سر منڈانے سے پہلے وطن چلا گیا، اور پھر حرم میں آکر سر منڈایا، اگر وہ اسی سال میں حج کرے گا تو یہ تمتع ہوگا، اور یہ حکماً ایک ہی سفر میں شمار ہوگا،

اور اگر گھر پہنچ کر سر منڈوایا تو اس پر دَم ہوگا، اس وجہ سے حلق حرم میں واجب ہے، اس کا ترک لازم آیا، اب یہ اگر اسی سال آکر حج کرے گا تو اس کا تمتع نہ ہوگا اسی طرح جو سَر مُنڈا کر گھر جائے اور پھر آکر اسی سال حج کرے اس کا بھی تمتع نہ ہوگا، اور جانور لانے والا متمتع اگر چلا جائے اور پھر واپس آئے تو یہ بھی حکماً ایک ہی سفر ہے، اور وہ متمتع ہے، اور اگر قارن وطن جائے اور پھر آئے تو اس کا قران باطل نہ ہوگا،

فصل جنایات کے بیان میں

جنایت کی ادائیگی فوراً واجب نہیں ہے، البتہ اگر ظنِ غالب یہ ہو کہ اب عمر وفا نہ کرے گی اور چل چلاؤ کا وقت ہے تو فوراً ادا کرنا چاہیے، تاخیر گناہ ہے، اگر ادائیگی سے پہلے موت کا وقت قریب آجائے تو جنایت کی وصیت واجب ہے، اگر وصیت نہیں کی اور وارث نے تبرّع کے طور پر ادا کر دیا تو ادا ہو جائے گا، سوائے روزہ کے کہ وہ بطور تبرّع کرنے سے ادا نہیں ہوتا،

جنایت عام ہے، خواہ جان کر کرے یا بھول کر غلطی سے کرے، یا خطا سے، مسئلہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، اپنی خواہش سے کرے یا کسی کی زبردستی اور دباؤ سے، سوتے میں کرے یا جاگتے میں، نشہ کی حالت میں کرے یا بیہوشی میں، تنگدستی میں کرے یا فراخی میں، خود کرے یا کسی سے کہہ کر کرائے، سب برابر ہے، اور ہر حالت میں جزاء واجب ہوگی،

قصداً جنایت کا گناہ

لیکن یہ واضح رہے کہ جو لوگ جان کر جنایت کریں کہ فدیہ ادا کردیں گے اُن کا یہ فعل سخت گناہ ہے، اور جان بوجھ کر جو جنایت ہوتی ہے فدیہ دینے سے اس کا گناہ معاف نہیں ہوتا، اور نہ اُن کا حج مبرور ہوتا ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی جاہل یہ کہے کہ میں زنا کرتا ہوں (نعوذ باللہ) بذریعہ اجراء حد پاک ہو لوں گا،

لفظ دَم جہاں جہاں آیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ بکرا یا بھیڑ ذبح کرے، یا اونٹ، گائے وغیرہ کا ساتواں حصّہ اور شرائطِ اضحیہ کے ساتھ ساتھ،

مُسلّم گائے یا اونٹ جنایت میں

مسلّم اونٹ یا پوری گائے دو جنایت کے سوا کہیں اور واجب نہیں ہوتا، ایک جنایت یہ ہے کہ حالتِ جنابت میں یا حیض و نفاس میں کوئی طوافِ زیارت کرے، اور دوسری جنایت یہ ہے کہ وقوفِ عرفہ کے بعد حلق سے پہلے جماع کرلے،

اور جہاں صدقہ مطلق بولا جاتا ہے اس سے مراد مقدارِ فطرہ جَو یا گیہوں ہے، یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو ہے، اور جہاں مقدارِ صدقہ کے برابر کسی اور چیز کا ذکر آئے اس سے مراد بھی یہی مقدار صدقہ ہے،

اگر کوئی مُحرِم اُن چیزوں میں سے کوئی چیز کرے جو حالتِ احرام میں منع ہیں، تو اگر عذر کی وجہ سے بھی کرے گا تو بھی اُسے جزاء دینی واجب

ہو گی، البتہ اگر کسی واجب کو کسی عذر شرعی کی وجہ سے ترک کردیا تو اس میں جزاء نہیں ہے، اور اگر بے عذر چھوڑ دیا تو جنایت واجب ہو گی،

نابالغ و بالغ پر کفّارہ

لڑکا جو نابالغ ہے اگر حالتِ احرام میں اس سے کسی ممنوع کا ارتکاب ہو تو اس پر کفارہ نہیں ہوتا ہے، بالغ پر البتہ ہے، لہٰذا اگر وہ اپنے کسی پورے بڑے عضو پر خوشبودار چیزیں لگالے، خواہ وہ لمحہ بھر ہی کے لئے کیوں نہ ہوا سے دَم دینا ہوگا،

بڑے عضو سے مراد ہے جیسے ران، پنڈلی، یا چہرہ وغیرہ اور خوشبودار چیز جیسے زعفران وغیرہ،

بجائے پورے عضو کے اگر اس کے کچھ حصہ پر خوشبو لگائے گا، خواہ وہ اکثر حصہ ہی کیوں نہ ہو تو اس پر دَم نہیں آئے گا، بلکہ اس پر صدقہ ہوگا،

چھوٹے عضو پر خوشبو لگانے سے بھی دَم نہیں آتا، بلکہ صدقہ ہی دینا ہوتا ہے، چھوٹے عضو میں کان وغیرہ ہیں،

اور کسی خوشبو یا خوشبودار پھل کا سونگھنا مکروہ ہے، مگر اس کی وجہ سے کچھ کفارہ نہیں آتا ہے، اگر کسی نے احرام سے پہلے اپنے کسی عضو پر خوشبو ملی تھی، بعد احرام اس سے دوسرا عضو خوشبودار ہو گیا تو بھی کوئی مضائقہ نہیں،

اسی طرح جو مُحرِم کسی غیر کے عضو میں خوشبو لگادے، یا اسے سِلا ہوا کپڑا پہنادے تو اس لگانے والے پر کچھ نہیں ہے، ہاں جس نے لگوایا ہے اور وہ مُحرِم ہے تو اس پر کفارہ ہے،

زعفران میں نہ کوئی چیز مِلائی اور نہ اسے پکایا اور اُسے مُنہ میں کھا کر چبایا تو اگر زعفران اتنی ہو کہ وہ مُنہ کے اکثر حصّہ میں لگ جائے تب تو دَم دے گا، ورنہ صدقہ دے گا، اور جو شخص تھوڑا تھوڑا کر کے اپنے عضو کو خوشبو لگائے اس طرح کہ اگر ان تمام جگہوں کا حساب لگایا جائے تو پورے ایک عضو کے برابر ہو جائے تو یہ دَم دے گا، ورنہ صدقہ،

اور جو شخص ایک جگہ بیٹھ کر پورا بدن خوشبو دار کرلے تو اس پر ایک ہی دَم آئے گا، اور اگر کئی مجلس میں ایسا کیا تو ہر ہر مجلس کا الگ الگ کفارہ دینا ہوگا، اگرچہ ایک دفعہ کا کفارہ دے چکا ہو،

اور اگر کوئی شخص جنایت کر کے کفارہ ادا کر چکا ہے مگر اس کی جنایت مسلسل باقی ہے ختم نہیں کی تو اس پر دوسرا کفارہ واجب ہوگا،

خوشبو اور کفارہ

اگر کوئی شخص خوشبو میں ڈوبا ہوا کپڑا پہنے اور خوشبو بہت ہو تو دیکھا جائے گا کہ خوشبو ایک بالشت مربع میں لگی ہوئی ہے یا کم میں، یا خوشبو بہت نہیں تھوڑی ہے، مگر ایک بالشت مربع سے زیادہ میں لگی ہوئی ہے، تو جو لیسے کپڑے پورے بدن میں پوری رات پہنے رہے تو اس کو دَم دینا ہوگا، اور جو تھوڑی خوشبو ہو اور وہ لگی بھی ہو ایک بالشت مربع سے کم میں، تو اسے صدقہ دینا ہوگا، اور

اور اگر زیادہ لگی ہوئی خوشبو والا کپڑا دن بھر سے کم پہنے گا تو بھی صدقہ ہی دینا ہوگا، اور اگر یہ خوشبودار کپڑا سِلا ہوا ہے تو دو دَم دینا ہوں گے، ایک خوشبو کا دوسرا سلائی کا،

اگر کوئی چادر کے کنارے پر یا تہمد کے کنارے میں کوئی خوشبو باندھے جیسے کافور یا مُشک، اگر وہ کثیر ہے تو اسے بھی دم دینا ہوگا، اور کم ہو تو صدقہ،

خضاب اور دَم

اگر کوئی پورے سر میں خضاب پتلا پتلا لگائے تو ایک دم دے، اور اگر پوت کر زیادہ لگایا تو دو دم دے، ایک خوشبو کا، دوسرے سر کے ڈھانکنے کا، اگر سارے دن لگائے رکھا ہے، اور اگر دن سے کم رکھا تو ایک دَم اور ایک صدقہ ہوگا، یہ مرد کے لئے ہی اور عورت پر ایک ہی دم ہوگا، اس لئے کہ اُسے سر ڈھانکنے کی اجازت ہے،

اگر کوئی شخص تل یا زیتون کا تیل کسی پورے بڑے عضو پر ملے، اگرچہ تھوڑی ہی دیر کے لئے ہو تو اس کو دَم دینا ہوگا، اور عضو سے کم پر ملے تو صدقہ، اور اگر کھایا، یا ناک میں ٹپکایا، یا زخم میں لگایا تو کچھ نہیں ہے نہ دَم اور نہ صدقہ،

خوشبودار چیز کا استعمال

جو شخص مُشک یا عنبر یا زعفران یا اسی طرح کوئی ایسی چیز جو خود خوشبو والی ہو استعمال کرے، خواہ دوا کے طور ہی پر کیوں نہ ہو، اگر وہ کم ہی تو صدقہ ہوگا اور زیادہ ہے تو دَم، اور رہی بات زیادہ کم کی تو یہ عرف د

رواج پر ہے، جسے اصطلاح وعرفِ عام میں کم سمجھا جائے کم ہے، اور جسے زیادہ سمجھا جائے وہ زیادہ ہے، اور اگر یہ بغیر پکے ہوئے کھانے میں ملا ہوا کھایا تو کچھ نہیں ہے، اگرچہ غالب ہی کیوں نہ ہو،

ہاں اگر پکا ہوا کھانا نہ ہو تو اگر خوشبو کی چیز غالب ہے اگرچہ خوشبو نہ آئے تو اس صورت میں دم واجب ہوگا، اور اگر مغلوب ہو خواہ خوشبو خوب ہو تو نہ صدقہ ہے نہ دم، مگر یہ فعل مکروہ ہوگا،

اگر خوشبو پینے کی چیز میں ملادی جائے اور وہ غالب ہو تو دم دینا ہوگا، اور اگر مغلوب ہے تو صدقہ، لیکن جو مغلوب کو مکرر استعمال کرے گا تو اس پر دم واجب ہوگا،

سلا ہوا کپڑا پہننا جو سلا ہوا کپڑا اس طرح پہنے جس طرح وہ پہنا جاتا ہے، یا سر ڈھانکنے والے کپڑے سے سر ڈھانکا تو اگر یہ دن بھر یا رات بھر استعمال میں رہا تو دم ہے، اور اس سے کم میں خواہ ایک ہی گھنٹہ ہو صدقہ ہے نصف صاع، اور اگر گھنٹہ سے بھی کم رہا تو اس صورت میں ایک مٹھی گیہوں صدقہ میں دیا جائے گا، اور اگر ایک دن سے زیادہ پہنے رہا خواہ کئی دن ہو گئے ہوں تو بھی ایک ہی دم ہے، اسی طرح کوئی رات کو بدن کے کپڑے اس نیت سے نکال لیا کرے کہ دن کو پھر پہن لوں گا اور فجر میں پہن لیا کرے تو بھی ایک دم ہوگا،

ہاں اگر رات میں اس نیت سے نکالے کہ اب نہیں پہنوں گا، اور پھر دن بھر پہن لے تو دوسرا کفارہ عائد ہوگا، پہلے کا کفارہ دے چکا ہو یا نہ دیا ہو

دونوں حالتوں میں،

اسی طرح دن بھر پہنے رہا اور دَم دیا پھر اتارا نہیں پہنے ہی رہا تو دوسرا کفارہ دینا ہوگا، اور اگر بیچ میں کفارہ نہیں دیا تو آخیر میں ایک ہی کفارہ کافی ہوگا

اگر ایک ساتھ کئی کپڑے پہنے، اور خواہ سب ضرورت سے پہنے یا بلاضرورت تو اس صورت میں ایک ہی کفارہ ہوگا، یہ سب ایک مجلس میں اُن کو پہنا ہو یا متعدّد مجلس میں، اور اگر ایسا ہوا کہ کوئی کپڑا تو ضرورت سے پہنا اور کوئی بلاضرورت تو کفارہ دو بارہ ہوگا۔

کفارہ اور اُس کی اصطلاح

جان لو! کفارہ ایک عام لفظ ہے، صدقہ کے لئے بھی بولتے ہیں، اور دَم کے لئے بھی، لہٰذا پورے دن میں دَم پر اطلاق ہوگا، اور کم میں صدقہ مراد ہوگا، اسے یاد رکھنا چاہئے،

جو کوئی سِلے کپڑوں میں احرام باندھے اور پورے دن اسی کو پہنے رہے تو اس پر دَم ہے، اور دن بھر سے کم پہنے تو صدقہ ہے،

سونے میں کسی نے سر ڈھک لیا تو وقت کی قلّت وکثرت کے اعتبار سے کفارہ دینا ہوگا، سر کھلے رکھنے میں سونا جاگنا سب برابر ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ جاگتے میں ڈھانکنا گناہ ہے، اور سوتے میں گناہ نہیں ہوتا، اس لئے کہ اسے خبر نہیں ہوتی،

مرض کی وجہ سے کپڑے کا استعمال

بخار ہوا اور اس کی وجہ سے کپڑا پہنا، پھر وہ بخار زائل

ہوگیا، اور دوبارہ بخار آگیا، اور کپڑا اتارا نہیں تھا تو اس صورت میں دوسرا کفارہ دے کہ ہر مرض کا سبب الگ الگ ہے،

اسی طرح ضرورت ایک کرتہ سے پوری ہوتی ہو اور دوسرا بھی پہن لے تو اس صورت میں بھی کفارہ ایک ہی ہوگا، مگر گناہ ہوگا، اور جس وقت یقین ہوجائے کہ ضرورت باقی نہیں تو اتار دینا چاہئے، اگر اس کے بعد بھی سلا ہوا کپڑا پہنے رہے گا تو زمانہ کی قلت و کثرت کے اعتبار سے کفارہ ادا کرے گا،

چوتھائی سر یا چوتھائی چہرہ چھپانا سارے سر اور سارے چہرہ چھپانے کے حکم میں ہے، البتہ کان اور گردن کے چھپانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور رہا ہاتھ، کان، ناک پر بلا کپڑے کے رکھنا جائز ہی، اور کپڑے کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے،

بال کاٹنا اور اس کے احکام

سر کے چوتھائی بال کاٹنے سے دَم واجب ہوتا ہے، اسی طرح چوتھائی ڈاڑھی کے بال اُڑانے سے، یہ بال کاٹنا اور اُڑانا خواہ استرہ سے ہو یا نورہ سے یا کسی اور طرح اکھاڑ کر، اختیار سے ہو یا بلا اختیار، کتروائے یا مُنڈوائے، یا پچھنے لگانے کی جگہ کے بال مُنڈوائے، یا گردن کے بال مُنڈوائے، یا چاروں ہاتھ پاؤں کے ایک مجلس میں ناخن کاٹے یا صرف دونوں ہاتھوں کے ناخن کاٹے، یا صرف دونوں پیروں کے، یا ایک ہاتھ کے یا ایک پاؤں کے۔ تو ان تمام صورتوں میں دم واجب ہوگا،

○ اگر کسی نے پچھنے لگانے کی جگہ کو منڈوایا، مگر لگوائی نہیں، تو اس پر صدقہ ہے، اور اگر کسی نے دونوں ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں کو اس طرح کٹا یا کہ ایک مجلس میں ایک ہاتھ کے اور دوسرے ہاتھ کے دوسری مجلس میں، تو اس صورت میں اس پر "دو دم" ہیں،

○ کسی نے چوتھائی سر منڈایا اور دم دیدیا، پھر چوتھائی سر منڈایا تو دوسرا دم دے گا، البتہ اگر پہلا کفارہ نہ دیا ہوتا تو ایک کفارہ کافی ہو جاتا،

○ اسی طرح جو سارا سر ایک ہی مجلس میں منڈا لے اس پر صرف ایک ہی دم ہے، اور اگر کوئی گنجا سر ہو اور وہ سر کے بال منڈائے، چوتھائی سر ہو تو دم دے اور کم ہو تو صدقہ، اور جو شخص سارے سینے یا ساری ران یا ساری پنڈلی کے بال منڈ دالے یا لیپ کرے یا چوتھائی سر یا چوتھائی ڈاڑھی سے کم مونڈے، یا گردن کا بعض حصہ مونڈے، خواہ اکثر ہی حصہ گردن کا ہو تو ان تمام صورتوں میں صدقہ دے،

بال کاٹنے پر صدقہ | چند بال کوئی مونڈے تو وہ ہر بال کے بدلے ایک مٹھی گندم دے، اور تین بال سے زیادہ مونڈنے کی صورت میں پورا صدقہ دینا ہوگا،

○ یہ خوب ذہن نشین رہے کہ چوتھائی سر یا چوتھائی ڈاڑھی کا وہی حکم ہے جو پورے سر اور پوری ڈاڑھی کا، اور باقی دوسرے تمام اعضاء میں پورے عضو کے مونڈنے سے دم ہوتا ہے، پورا عضو نہ ہو تو صدقہ، خواہ اکثر ہی کیوں نہ ہو، باقی ایسے اعضاء میں جن میں پورا مونڈنا مقصود نہیں ہوا کرتا اگر ایسے

اعضاء کے تمام بال بھی مُنڈ لے تو صدقہ ہی ہو گا جیسے سینہ، ران، پنڈلی اور شانہ،

ناخن کاٹنے پر صدقہ

اگر کوئی پانچ ناخن سے کم تراشے، یا پانچ متفرق طور پر، مثلاً دو ایک ہاتھ کے اور تین دوسرے ہاتھ کے، یا سولہ ناخن اس طرح تراشے کہ ہر ہر ہاتھ پاؤں سے چار چار لئے تو ان تینوں صورتوں میں ہر ناخن کے بدلے کامل صدقہ دینا ہو گا، لیکن اگر ان تمام صدقات کا مجموعہ دَم کی قیمت کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کر دے، تاکہ دم کی قیمت کے برابر باقی نہ رہے، بلکہ کم ہو جائے،

○ ایک مُحرِم کسی دوسرے مُحرِم کا چوتھائی سر یا ساری گردن مونڈے تو مونڈنے والے پر صدقہ ہے، اور مُنڈوانے والے پر دَم، اور اگر کوئی مُحرِم کسی حلال کا سر مونڈے گا تو حلال پر تو کچھ نہیں ہو گا مگر مُحرِم پر صدقہ ہو گا، خواہ تھوڑا دے یا بہت اس کی مرضی پر ہے،

○ اور اگر اس کے برعکس ہو کہ حلال مُحرِم کا سر مونڈے گا تو مُحرِم پر دَم اور حلال پر صدقہ کامل ہے،

طوافِ حالتِ ناپاکی میں کرنا

وہ شخص جس نے طوافِ قدوم یا طوافِ صدر جنابت یا حیض یا نفاس کی حالت میں کیا ہے یا طوافِ فرض بے وضو کیا ہے تو ان صورتوں میں دَم دینا ہو گا، اور بدن پر نجاست لگی ہو یا کپڑا نجس ہو تو دم وغیرہ کچھ نہیں ہے البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے،

○ اگر طوافِ فرض جنابت یا حیض یا نفاس میں کیا تو اونٹ یا گائے مسلم دینی واجب ہوگی، اور جو طواف حالتِ جنابت یا حیض و نفاس میں کیا گیا ہے اس کا اعادہ واجب ہے، اور اگر بے وضو کیا گیا ہے تو اعادہ مستحب اور اعادہ کے بعد کفارہ ساقط ہو جاتا ہے، اور اگر پہلے طواف کے ساتھ سعی کر چکا ہو تو سعی کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے کہ دوسرا طواف جو اعادہ کے طور پر کیا ہے اس سے مقصود نقصان کی تلافی ہے، ورنہ معتبر پہلا ہی طواف ہے،

طوافِ زیارت حالتِ جنابت میں کرنا،

کسی نے طوافِ زیارت حالتِ جنابت میں کیا، اور طوافِ صدر حالتِ طہارت میں، تو اگر طوافِ صدر ایامِ نحر میں کیا ہے تو یہ طواف طوافِ زیارت بن جائے گا، اور طوافِ صدر کے ترک کا دم دینا ہوگا مگر جو دوبارہ طواف کرلے تو یہ طوافِ صدر ہو جائے گا اور دم ساقط ہو جائے گا اور اگر طوافِ صدر ایامِ نحر میں نہیں کیا ہے تو بھی یہ طواف طوافِ زیارت ہوگا، گو تاخیر کا دم دینا ہوگا، اور دوسرا دم طوافِ صدر کے ترک کا دے گا، مگر اس نے دوسرا طواف کر لیا تو دوسرا دم طوافِ صدر کے ترک کا ساقط ہو جائے گا، اور جو طوافِ زیارت بے وضو کیا ہے تو اس نے اگر طوافِ صدر ایامِ نحر میں کیا ہے تو یہی طوافِ طوافِ زیارت ہو جائے گا، اور اگر ایامِ نحر کے بعد کیا تو طوافِ زیارت نہ بنے گا، اور دم واجب ہوگا،

طوافِ عمرہ اور جنابت

طوافِ عمرہ اگر کسی نے بے وضو یا حالتِ جنابت میں کیا تو اس پر دم

ہے، اور عمرہ کے کسی واجب کے ترک سے بُدنہ یا صدقہ واجب نہیں ہوتا، بلکہ دم ہوتا ہے، ایک بکری ذبح کرے یا گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ، مگر عمرہ کے احرام کی حالت میں احرام کے خلاف امر کرنے سے صدقہ بھی ہوتا ہے، جیسے احرامِ حج میں،

○ کوئی طوافِ قدوم یا طوافِ صدر بے وضو کرے گا تو اس پر ہر شوط کے بدلے صدقہ ہوگا، اور اگر طوافِ زیارت میں سے ایک یا دو تین شوط چھوڑ دے تو اس کو دم دینا ہوگا، مگر جو طوافِ صدر ایامِ نحر میں کیا ہے تو طوافِ صدر کے اشواط سے طوافِ زیارت کو پورا کریں گے، اور دم ساقط ہوگا، مگر طوافِ صدر کے ہر شوط کے نقصان کے بدلے میں کامل صدقہ دینا ہوگا،

○ اور اگر طوافِ صدر ایامِ نحر کے علاوہ دنوں میں کیا ہے تو بھی اس کی تلافی کریں گے، لیکن چونکہ طوافِ فرض ایامِ نحر میں نہیں ہو سکا اس لئے ہر شوط کے بدلہ پورا صدقہ دینا ہوگا، اور طوافِ صدر کے ترک کی وجہ سے اس کے ہر شوط کے بدلہ دوسرا صدقہ دینا ہوگا،

○ اور اگر کوئی طوافِ زیارت کے چار شوط چھوڑ دے تو جب تک اُن کو ادا نہ کرے گا ساری عمر بھی حقِ عورت[۱] میں احرام سے نہ نکلے گا، اور اسی احرام سے واپس آکر (دوسرے احرام کی ضرورت نہیں) اور بدل دینا کافی نہ ہوگا، اور ہر مجلسِ جماع کے بدلہ میں دم[۲] واجب ہوگا،

---

[۱] یعنی عورت حلال نہ ہوگی، ۱۲ شریف

[۲] اگر متعدد مرتبہ جماع کیا ہو تو دم بھی اتنے ہی ہوں گے ۱۲ شریف

طواف کے شوط چھوڑ دینا

اور اگر طوافِ صدر یا طوافِ قدوم کے ایک یا دو تین شوط ترک کرے گا تو اسے ہر شوط کے بدلہ میں کامل صدقہ دینا پڑے گا، اور اگر چار یا زیادہ شوط چھوڑیگا تو دم دینا ہوگا،

○ اگر بلا عذر سعی چھوڑ دے یا اس کے اکثر شوط، یا اسی طرح بلا عذر سعی سوار ہوکر کرے تو اس کے ذمہ دم ہوگا، ہاں اگر وہ پیادہ پا دوبارہ سعی کرلے تو دم ذمہ سے ساقط ہوجائے گا، اور اگر سواری پر عذر کی وجہ سے کیا تو کوئی مضائقہ نہیں، اور جو کوئی سعی کے ایک یا دو یا تین شوط چھوڑ دے اس پر ہر شوط کے بدلہ صدقہ ہے،

○ عرفہ (عرفات) سے اگر کوئی غروبِ آفتاب سے پہلے نکل آیا، اگرچہ بھاگے ہوئے اونٹ کو پکڑنے ہی گیا ہو تو بھی دم ہوگا، اگر وہ غروبِ آفتاب سے پہلے (عرفات میں واپس) آگیا تو پھر دم نہیں ہے، اور بعد غروب کے واپسی پر دم ساقط نہ ہوسکے گا،

وقوفِ مُزدلفہ کا ترک

کسی نے وقوفِ مزدلفہ بے وجہ ترک کردیا، تو اس پر دم ہے، اور جو شخص چاروں دن کی رمی ترک کردے، یا ایک روز کی تمام رمی چھوڑ دے، خواہ دسویں ہی تاریخ کی ہو، ایک روز کی رمی میں اکثر کنکر مارنا چھوڑ دیں، مثلاً دسویں تاریخ میں چار کنکر ہی نہ ماریں، یا اور دنوں کی رمی سے گیارہ کنکریں نہ ماریں، تو ان تمام صورتوں میں دم واجب ہے،

○ اور اگر ایک دن رمی میں اکثر کرے اور کچھ چھوڑ دے جیسے دسویں تاریخ میں تین یا دو یا ایک چھوڑ دے اور دس یا اس سے کم اور دنوں میں ترک کرے گا تو ہر کنکر کے بدلہ صدقہ کامل دینا واجب ہے،

دَم اور صَدقہ

یہ یاد رہے کہ جس مسئلہ میں کئی صدقے جمع ہو جائیں جس طرح رمی میں ہر کنکر کے بدلہ میں، اور طواف وسعی میں ہر شوط کے بدلے میں اور ہر ناخن و بال کے بدلہ میں، تو اگر ان تمام جگہوں میں صدقات کی مجموعی رقم دَم کی قیمت کو پہونچ جائے تو کم کر دینا چاہئے، تاکہ صدقات و دم میں کمی بیشی میں فرق نمایاں رہے، اور معلوم ہو سکے کہ جنایت کامل نہیں ناقص ہے،

دَم کا وجوب

حج یا عمرہ میں اگر حرم کے باہر حلق کیا تو دم دینا چاہئے، اسی طرح اگر حج میں ایام نحر کے بعد حلق کرے تو بھی دَم دینا چاہئے، اور اگر کوئی حدودِ حرم سے باہر نکل کر پھر حرم میں واپس آیا اور حلق کیا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، ہاں اگر واپس ایامِ نحر کے بعد ہوا اور پھر حلق کرے تو دَم تاخیر دینا ہوگا،

○ بوسہ لینا، شہوت سے ہاتھ لگانا، مباشرتِ فاحشہ میں مبتلا ہونا یا عورت کی اندام نہانی کے سوا کہیں اور جماع کرنا، انزال ہو کہ نہ ہو، ان تمام صورتوں میں دَم واجب ہے،

○ اور اگر کوئی ذکر کو ہاتھ سے مَسلے یعنی جَلق کرے یا چوپایہ سے جماع کرے اور اسے انزال ہو جائے تو اسے دَم دینا ہوگا، ہاں اگر انزال نہ ہو

تو کچھ نہیں ہے، اور جو کوئی بلا عذر ایامِ نحر کے بعد طوافِ زیارت کرے اس پر بھی دم ہے،

دسویں ذی الحجہ

دسویں ذی الحجہ میں چار نُسک ہیں:۔ ① رمی کرنا ② پھر ذبح کرنا ③ پھر حلق کرنا، ④ پھر طواف کرنا، طواف کا سب سے اخیر میں کرنا سنت ہے، یوں اگر سب سے پہلے کوئی کرلے یا درمیان میں، تو بھی کوئی مضائقہ نہیں، لیکن ایسا کرنا کراہت میں داخل ہے،

○ قارن و متمتع کو تین نُسک میں ترتیب واجب ہے، اور مفرد کو صرف رمی و حلق میں، اس لئے کہ اس پر ذبح واجب نہیں ہے، ہاں ان میں اگر خلافِ ترتیب کرے گا تو بلا شبہ دَم واجب ہوگا،

دَمِ جنایات اور دَمِ قران

دَمِ جنایات دَمِ قران میں مجرا نہیں ہوتا، بلکہ دوسرا دَم دینا واجب ہوتا ہے، اور جو کوئی کسی واجب کو بلا عذر چھوڑ دے گا تو اس پر دم واجب ہوگا، ہاں اگر عذر کی وجہ سے ترک کرے گا تو کچھ نہیں ہے،

○ اور وہ محظورِ احرام جس کے عذر کی وجہ سے کرنے پر بھی دم واجب ہوتا ہے اس میں مُحرم کو اختیار ہے کہ ① وہ حرم میں ذبح کرے (نہ حل میں) اور یا ② وہ چھ مسکینوں کو نصف نصف صاع گیہوں یا ایک ایک صاع جَو کا مالک بنادے، لیکن ذبح کرنے والے کو اس کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے،

○ یہ گیہوں مکہ کے مسکین کو دے یا باہر کسی اور جگہ کے مسکین کو، دونوں صورتیں جائز ہیں، مگر مکہ کے مسکین کو دینا افضل ہے، کسی مسکین کو فطرہ کی رقم سے کم ہرگز نہ دے، ورنہ جائز نہ ہوگا، اور اگر زیادہ دے گا تو یہ حساب میں داخل نہ ہوگا، مثلاً تین صاع گیہوں سات مسکینوں کو برابر دیا، تو ایک مسکین کا بھی اعتبار نہ ہوگا، اور اگر تین صاع تین ہی کو دیدیئے تو تین مسکینوں کو نصف نصف اور دینا ہوگا، یا ۲ اگر چاہے تو اس کی جگہ تین روزے رکھ لے، کوئی قید نہیں، کہ فلاں ہی جگہ رکھے، جہاں چاہے رکھ سکتا ہے، حل ہو یا حرم،

ان تینوں صورتوں میں جو بھی صورت چاہے اختیار کرے، اور ایسا محظور بوجہ عذر کرے جس میں صدقہ ہے تو مُحرِم کو اختیار ہے کہ وہ نصف صاع گیہوں کسی مسکین کو دے یا وہ ایک روزہ رکھے،

اَعذار بخار، سردی، زخم، دردسر، اور جوئیں عذر میں داخل ہیں، کسی مرض کا ہمیشہ رہنا اور ہلاکت تک پہنچنا شرط نہیں ہے، بلکہ عُذر کے لئے اتنا کافی ہے کہ اس کی وجہ سے مشقت اور تکلیف ہو، البتہ خطاء، نسیان، بیہوشی، نیند اور مفلسی عذر میں داخل نہیں ہیں، اگر ان حالات میں کسی عذر کے بغیر جنایت کا ارتکاب کرے گا اسے اس کا کفارہ دینا ہوگا، اور عذر والے کی طرح اسے اختیار حاصل نہ ہوگا، اگر کسی کو اپنی مفلسی کی وجہ سے کفارہ کی قدرت نہ ہو تو ذمہ میں بہرحال واجب رہے گا،

○ عذر کی وجہ سے اگر کسی ممنوع کے ارتکاب پر مجبور ہو تو اُسے لازم

ہو کہ قدرِ ضرورت سے آگے نہ بڑھے، مثلاً اگر عذر ٹوپی سے پورا ہو رہا ہے تو عمامہ باندھنے کی جرأت نہ کرے، اس لئے کہ اس صورت میں وہ گنہگار ہوگا، یہ تو ہے اس کا کوئی الگ کفارہ نہ ہوگا، ہاں اگر ایسا ہے کہ عمامہ ٹوپی کے علاوہ حصہ میں چوتھائی مزید ڈھک دے تو اس کا کفارہ الگ واجب ہوگا،

وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع

اگر کوئی مُحرِم وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کرلے خواہ اگلے حصہ میں یا پچھلے میں اس طرح کہ حشفہ کی مقدار غائب ہوجائے، انزال ہو یا نہ ہو پھر باکرہ سے کرے یا سوتے سے، یا کوئی مُحرِم عورت کسی آدمی کا کٹا ہوا ذکر اپنی شرمگاہ میں ڈال لے یا کسی جانور کا، تو ان صورتوں میں حج فاسد ہوجائے گا،

حج کرنے والے کا فرض ہے کہ وہ افعالِ حج تمام ادا کرے، اور اُن تمام محظورات سے بچے جن کا کرنا مُحرِم کے لئے منع ہے، اس لئے کہ اگر وہ ممنوع کا ارتکاب کرے گا تو اسے کفارہ ادا کرنا ہوگا، اور فسادِ حج کا بھی دم دینا واجب ہے، اور پھر آئندہ سال اس کی قضاء بھی اس پر ضروری ہے' خواہ یہ حج اس کا نفل ہی کیوں نہ ہو، اس لئے کہ نفل حج بھی شروع کرنے کے بعد واجب ہوجاتا ہے، اور جب تک تمام افعالِ حج بجانہ لائے احرام سے نہیں نکل سکتا، قضاء حج میں یہ ضروری نہیں کہ بیوی کو ساتھ نہ رکھے، ساتھ رکھنے کی اجازت ہے، لیکن اگر جماع کا خطرہ ہو تو اچھا یہ ہے کہ احرام کی حالت میں جُدا کردے،

بعد وقوفِ عرفہ

بعد وقوفِ عرفہ کے اگر ایسا ہوا (یعنی جماع کرلیا) تو اس صورت میں اگر حلق اور طوافِ زیارت سے پہلے ہوا ہے تب تو بُدنہ دینا ہوگا، اور اگر حلق کے بعد اور طواف سے پہلے یا طواف کے بعد اور حلق سے پہلے ہوا ہے تو دم دینا واجب ہے،

قارِن اور جماع

قارِن اگر طوافِ عمرہ اور وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کرے گا تو اس کا حج اور عمرہ دونوں فاسد ہو جائیں گے دمِ قِران تو اس حالت میں ساقط ہو جائے گا، مگر دو عبادت کے ترک کی وجہ سے دو دم[۱] دینے واجب ہوں گے، اور وہ تمام افعال بجالائے گا، پھر اس کے بعد احرام سے باہر آئے گا، جیسا کہ پہلے معلوم ہوا،

اور اگر قارن نے طوافِ عمرہ اور وقوفِ عرفہ کے بعد مگر حلق سے پہلے جماع کیا ہے تو بُدنہ اور دَم دینا ہوگا، اور اسے دمِ قِران بھی دینا ہوگا، اور اگر اس نے حلق کے بعد جماع کیا تو صرف ایک دَم دینا ہوگا، مگر اس کے ساتھ دمِ قِران بھی دینا ہوگا،

اور طوافِ عمرہ کے اگر ابھی چار شوط نہیں کئے تھے کہ اس نے اس سے پہلے جماع کرلیا تو عمرہ فاسد ہو جائے گا، اور دم واجب ہوگا، لیکن وہ فاسد ہونے کے باوجود افعالِ عمرہ بجالائے گا، اور اس کے بعد ہی احرام سے نکلے گا، اور اس کے ساتھ اس پر اس کی قضاء بھی ضروری

---

[۱] یعنی حج اور عمرہ دونوں کے فاسد ہونے کی وجہ سے دو دم واجب ہوں گے ۱۲ ش

ہی، اور اگر چار شوط کے بعد یہ جماع پایا گیا ہے تو عمرہ فاسد نہ ہوگا، صرف دَم آئے گا،

شکار کا قتل کرنا

مُحرِم اگر خشکی کے ایسے شکار کو قتل کرے یا اس کی طرف اشارہ یا رہنمائی کرے جس کا توالد وتناسل خشکی میں ہے، گو وہ رہتا دریا میں ہو، جیسے بط، اور قاتل اس کے قتل کو جھٹلائے نہیں، اور نہ وہ اس کے بتانے سے پہلے اُسے جانتا تھا، اور بتانے کی صورت میں شکار واقعی وہیں تھا، جہاں اُس نے بتایا تھا، اور قاتل نے اسے قتل کر دیا، اور مُحرِم قتل کے وقت احرام میں تھا، توان صورتوں میں جزاء واجب ہوگی، اور اگر کتنی بار اشارہ یا قتل کریگا تو ہر دفعہ کی جزاء علیحدہ علیحدہ دینی ہوگی، اس میں خواہ بھولنے کی شکل ہو یا خطاء کی، سب برابر ہیں،

○ مُحرِم اگر کسی عنوان سے قاتل کی مدد کرے مثلاً وہ نیزہ یا چھری پکڑا دے یا قاتل کو قتل کرنے کا حکم دے تو اس صورت میں بھی جزاء دے گا،

دریائی جانور کا شکار

اور جو شکار دریا میں پیدا ہوا گو وہ خشکی میں رہتا ہو، جیسے دریائی کُتا، مینڈک، کچھوا، کیکڑا اور ناکو، ان کا شکار کرنا درست ہے، گو کھانا حلال نہیں ہے اور خشکی کے جانور کا شکار کرنے سے جزاء واجب ہوتی ہے، اگرچہ ان کا کھانا حرام ہی کیوں نہ ہو، جیسے خنزیر، مگرمچھ، بھیڑیا، چیل، بچھو، سانپ، چوہا، کتا، (گو وحشی ہو) گھریلو بلی، چیونٹی، پسّو، چیچڑی، بر دانہ، مکھی، چھپکلی،

بِھڑ، نیولا اور سارے زہر والے جانور (ہوام عـ۱) اور کوا سوائے عقعق عـ۲ کے ان تمام کے مارنے سے جزاء واجب نہ ہوگی،

حملہ آور غیر ماکول جانور

وہ غیر ماکول جو حملہ آور ہو اور بغیر قتل کے دفع نہ ہو سکے ان کے قتل میں کچھ جزاء نہیں آتی، مگر وہ چیونٹی جو تکلیف نہ پہنچائے، اور ایسے ہی ہر وہ چیز جو ایذاء نہ دے اس کا قتل جائز نہیں ہے، گو ان کے قتل سے جزاء واجب نہیں ہوتی،

○ اور اگر غیر ماکول حیوان نے حملہ نہیں کیا، یا حملہ کیا مگر وہ بغیر قتل دفع ہو سکتا تھا اور اس کے باوجود مار ڈالا، اگر کسی کا وہ مملوک نہ ہو تو جزاء دینی ہوگی، مگر بکری کی قیمت سے زیادہ نہ ہونی چاہئے، اگرچہ جسے مارا ہو وہ ہاتھی ہی کیوں نہ ہو،

○ اور اگر یہ جانور کسی کا مملوک ہو یا وہ ماکول جانور ہو جیسے اونٹ وغیرہ اور اس نے حملہ کیا اور مُحرِم نے اُسے مار ڈالا، تو ان دونوں صورتوں میں مالک کو قیمت دلائی جائے گی، وہ جتنی بھی ہو، خواہ بکری کی قیمت سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو،

مُحرِم کے لئے ذبح کی اجازت

مُحرِم کو بکری (اگرچہ اس کا باپ ہرن ہو)، گائے، اونٹ، مرغی

عـ۱ زہریلے جانور کو کہتے ہیں ۱۲ شریف عـ۲ پہاڑی کوے کو کہتے ہیں ۱۲ شریف

اور بَط اہلی کا ذبح کرنا درست ہے، اور جنگلی بَط شکار میں داخل ہے، اس کے شکار سے جزاء واجب ہو جاتی ہے،

○ اور اگر کوئی حلال آدمی حِل کا جانور شکار کرے اور حِل میں اسے ذبح کرے تو مُحرِم کو اس کا کھانا درست ہے، مگر شرط یہ ہے کہ مُحرِم نے نہ اُس شکار کی طرف دلالت کی ہو نہ اعانت کی ہو، اگر اس کی طرف کسی طرح کی اعانت یا اشارہ پایا گیا ہو تو پھر اس کا کھانا اس کے لئے جائز نہیں ہے، ہاں حلال (آدمی) کو اس کا کھانا درست ہے،

○ پالتو ہرن وغیرہ بھی شکار ہی کے حکم میں ہیں، اس کے شکار کرنے سے بھی جزاء آتی ہے، اور مالک کو قیمت ادا کرنی پڑتی ہے، اور وہ اونٹ جو متوحش ہو گیا ہو شکار کے حکم میں نہیں ہے،

شکار کی جزاء

شکار کا قتل حالتِ اختیار میں ہو یا اضطراب میں دونوں صورتوں میں جزاء واجب ہے، اور شکار کی جزاء یہ ہے کہ ایک یا دو عادل آدمی اس شکار کی قیمت متعین کر دیں، اس انداز سے کہ اس جگہ اس کی کیا قیمت ہو گی، اگر وہ جگہ قیمت کی نہ ہو تو اس سے قریب تر جگہ کی قیمت کا اندازہ لگائیں، اور قیمت لگانے میں اس جانور کے خِلقی (پیدائشی) حُسن وخوبی کا لحاظ رکھیں، اگر اس جانور کو کچھ سکھایا گیا اس کا اعتبار نہ ہو گا، البتہ اگر وہ کسی کی مِلک میں ہو تو تعلیمی اوصاف کا بھی لحاظ کیا جائے گا،

ے بلی ہوتی ۱۲ ش

○ جب دو عادل آدمی قیمت متعین کر دیں تو شکاری اور قاتل کو اختیار ہے کہ اس قیمت سے ہدی خرید کر حرم میں ذبح کر دے، یا کھانا خرید کر ہر مسکین کو بقدرِ فطرہ دیدے، اس کی خواہش پر جس کو چاہے دے، فطرہ کی قیمت سے کم زیادہ دینے کا اعتبار نہیں ہوتا ہے، جیسے کہ پہلے ذکر کیا گیا، یا ہر مسکین کو دینے کے بدلے ایک روزہ رکھ لے، اور جہاں چاہے رکھے، اور وہ کھانا جو فطرہ سے کم رہ جائے یا وہ اصل میں ہی اس سے کم ہو جیسے چڑیا کی جزاء کہ وہ فطرہ کے برابر ہوگی ہی نہیں، تو اس کو ایک مستقل مسکین کو دیدے یا اس کے بدلہ ایک روزہ رکھ لے، اور یہاں یہ بھی جائز ہے کہ بطورِ اباحت کھانا دیدے، اور قیمت دینی بھی درست ہے، مگر کسی ایک مسکین کو فطرہ کی مقدار سے کم زیادہ نہ دے، اور اگر کوئی ہر دن ایک ایک مسکین کو دیا کرے تو یہ بھی جائز ہے،

○ یہ جزاء اپنے اصول (ماں باپ، دادا، دادی وغیرہ) اور فروع (لڑکا، لڑکی، پوتا وغیرہ) بیوی، غلام اور مالدار صاحبِ نصاب کو دینا درست نہیں ہے، جس طرح صدقاتِ واجبہ کا دینا درست نہیں ہے،

خیمہ کھڑا کرنے میں شکار مر جائے

کوئی رہنے کے لئے خیمہ کھڑا کرے، اور اس میں شکار الجھ کر مر جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر کوئی کسی شکار کا بال و پر نوچے، یا کوئی عضو کاٹ ڈالے، لیکن اس طرح کہ جانور اس سے مرے نہیں، تو صرف نقصان کی تلافی کرنی ہوگی، مثلاً سالم شکار ایک

روپیہ کا ہے، اور اس نقصان کے بعد بارہ آنہ (۷۵/۰) اس کی قیمت رہ گئی، تو اس طرح چار آنہ کا نقصان ہوا، اب اسے یہی چار آنہ دینے ہوں گے،

○ اور اگر مقصد اصلاح تھا اور ہو گیا نقصان، یا مر گیا تو کچھ جزا نہیں، جیسے کبھی چڑیا کو بلی نے دبوچ لیا، اور نہ چھڑانے لگا کہ وہ مر گئی، یا اس کا کوئی حصہ ٹوٹ گیا یا بچ گیا،

زخمی شکار وہ شکار جسے زخم لگا مگر وہ غائب ہو گیا، اور اس کے مرنے جینے کی کوئی خبر نہ معلوم ہو سکی، تو اس صورت میں احتیاطاً پوری قیمت دینی ہو گی، اور اگر زخم اس طرح اچھا ہو جائے کہ کچھ اثر باقی نہ رہے تب بھی جزاء دینی ہو گی،

○ اور اگر ایک جانور کو زخمی کیا تھا اور ابھی زخم کی جزا نہ دی تھی کہ اسے پھر قتل کر دیا، تو اس صورت میں دو جزاء دینی ہوں گی، ایک زخم لگانے کی اور ایک قتل کی،

○ اور اگر شکار کا اس طرح بازو یا ٹانگ توڑ ڈالی کہ وہ اپنے آپ کو اپنے دشمن سے نہیں بچا سکتا ہے تو اس صورت میں پوری جزاء دینی ہو گی گو مرا نہ ہو،

○ شکار کا انڈا اگر توڑا ہے، اور وہ گندا نہیں تو انڈے کی قیمت دینی پڑے گی، اور اگر اس انڈے سے بچہ نکلے خواہ وہ توڑنے کی وجہ سے مر گیا ہو یا زندہ نکل کر پھر مر گیا ہو تو اسے زندہ بچہ کی قیمت دینی ہو گی، اور اگر وہ بچہ انڈا توڑنے سے پہلے مرا ہوا ہو تو اس پر کچھ نہیں ہے، اور

اور اگر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ توڑنے سے مرا یا بعد توڑنے کے مرا تو اُس حالت میں بھی احتیاطاً زندہ بچے کی قیمت دے گا، اور اگر مُحرِم شکار کا دُودھ نکالے تو اُسے دودھ کی قیمت دینی ہوگی،

حِل اور حَرَم کے شکار کا حکم

یہ خوب واضح رہے کہ حِل اور حَرَم دونوں کا شکار مُحرِم کے لئے برابر ہے، سب کے قتل میں اور سب کی طرف اشارہ کرنے سے جزاء واجب ہوتی ہے، اور جو جُوؤں کو مارے یا پکڑ کر دھوپ میں ڈالے، یا کپڑا دھوپ میں ڈالے تاکہ جُوئیں مرجائیں، تو ایک جُوں میں ایک ایک ٹکڑا روٹی کا اور دو تین میں ایک مُٹھی گیہوں دے، تین جُوں سے زیادہ میں پورا صدقہ دینا پڑے گا، یہی حکم ٹڈی کا ہے کہ تین سے کم میں جو تھوڑا بہت چاہے دیدے مگر تین سے زیادہ میں پورا صدقہ نصف صاع گندم دینا ہوگا،

⊙ اور اگر کوئی مُحرِم کسی کو جُوں بتائے کہ وہ اُسے مارے، تو اس حالت میں صدقہ ہے، اور حِل میں کوئی احرام باندھے اور اس کی مُٹھی میں شکار ہو تو اس پر واجب ہے کہ یا تو شکار کو اس طرح چھوڑ دے کہ وہ ضائع نہ ہونے پائے، یا پنجرے میں رکھے، یا کسی غیر مُحرِم آدمی کے پاس امانت رکھ دے، اور احرام کے وقت اگر کوئی شکار گھر میں ہو یا پنجرے میں، گو وہ پنجرہ اس کے ہاتھ میں ہو یا شکار کی گردن میں رسّی باندھ کر اُسے ہاتھ میں تھام رہا ہو تو ان صورتوں میں شکار کا چھوڑنا واجب نہیں ہے، بشرطیکہ احرام سے پہلے شکار پکڑا ہو، اور اگر احرام کے بعد پکڑا ہے

تو اس کا چھوڑنا ضروری ہے،

شکار اور ملکیت

وہ شکار جسے احرام سے پہلے پکڑا تھا اور بوقت احرام چھوڑ دیا ہے محرم کی ملک سے خارج نہیں ہوتا، اگر کوئی پکڑے تو وہ اُسے لے سکتا ہے، اور اگر احرام کے بعد پکڑ کر چھوڑا ہے تو اسے وہ نہیں لے سکتا ہے، اس لئے حالتِ احرام میں پکڑنے سے محرم مالک نہیں ہوتا ہے،

○ اور اگر کوئی دوسرا عاقل بالغ محرم اس شکار کو قتل کر دے گا تو ان دونوں پر پوری پوری جزا ہے، پکڑنے والے پر بھی اور مارنے والے پر بھی، اور پکڑنیوالا اپنی جزاء قاتل سے وصول کر سکتا ہے،

○ حرم کے شکار کو اگر حلال نے قتل کیا ہے تو قاتل بھی جزاء دے، اور اگر شکار حِل کا تھا تو حلال قاتل پر کچھ نہیں ہے، مگر پکڑنے والا جزاء دے گا، اور قاتل سے وصول کرے گا، اور اگر اس نے جزاء مال دیا ہے، یا روزہ رکھا ہے تو البتہ رجوع نہیں ہے،

دو محرموں کا مل کر شکار کرنا

دو محرم نے مل کر ایک شکار مار ڈالا تو اس صورت میں دونوں جزاء کامل دیں گے، محرم اگر شکار پکڑ کر فروخت کرے گا تو اس کی بیع باطل ہو گی، اگرچہ خریدار حلال ہی کیوں نہ ہو،

○ اسی طرح محرم کا شکار خریدنا باطل ہے اگرچہ بیچنے والا حلال ہی کیوں نہ ہو،

○ شکار میں دوسرے تصرفات بھی مُحرِم کے لئے باطل ہیں، اور جب مُحرِم یا حلال آدمی حرم میں داخل ہوا اور اس کے پاس شکار ہو خواہ قفس میں ہو تو اسے اُس کا چھوڑ دینا واجب ہے، اس وجہ سے کہ وہ اب حرم کا شکار ہو گیا،

مُحرِم کے بعض افعال کا حکم

مُحرِم نے احرام (باندھنے) کے بعد یا حلال نے دخول (حرم) کے وقت حرم کے شکار کی بیع کی تو یہ بیع رَد کر دی جائے گی، اگر شکار ضائع ہو جائے یا خریدار غائب ہو گیا تو بیچنے والا جزاء دے گا،

○ اگر کسی شخص کے پاس باز تھا اور اس نے حرم کے داخلہ کے وقت اُسے چھوڑ دیا، وہ باز حرم کے کبوتر پر حملہ آور ہوا اور اسے مار ڈالا تو اس صورت میں اُس چھوڑنے والے پر کچھ نہیں ہے،

○ اگر کوئی حلال حرم کے شکار کا دودھ نکالے گا تو اُسے اس کی قیمت دینی ہوگی، اور اگر وہ حرم کا شکار ذبح کر ڈالے گا تو اس کی قیمت اس کے ذمہ واجب ہوگی، اب اسے اختیار ہے کہ اُس قیمت سے ہدی خرید کر حرم میں ذبح کر دے، یا مسکینوں کو کھانا کھلائے، صرف روزہ رکھنا کافی نہیں ہے، اور اگر مُحرِم حرم کا شکار ذبح کرے گا تو اس کے لئے اس کے بدلہ میں روزہ رکھنا کافی ہوگا،

○ کسی غیر مُحرِم نے حرم کے شکار کے مارنے کے سلسلہ میں رہنمائی کی تو وہ گنہگار ہوا، مگر دنیا میں اُس پر کوئی تاوان نہیں ہے، البتہ اگر مُحرِم ایسا کرے گا تو اُسے پوری جزاء دینی ہوگی،

○ اور اگر دو حلال شخص مل کر حرم کا شکار مار ڈالیں تو دونوں پر نصف نصف جزا ہے، اگر کسی نے ہرنی کو حرم سے بھڑکا کر نکال دیا، اس نے باہر نکل کر بچہ دیا، پھر دونوں مر گئے، تو اس صورت میں دونوں کا ضمان دینا ہوگا، اور اگر وہ ہرنی کا ضمان دے چکا تھا اس کے بعد اس نے بچہ دیا تو اس صورت میں بچہ کا ضمان نہیں آتا ہے اس پر واجب ہے کہ اسے پھر حرم میں واپس کر دے،

حل اور حرم کے شکار اگر کسی کی سواری کے ہاتھ یا منہ یا پیر سے شکار ضائع ہو جائے تو سوار پر اس کی جزا ہے، جو جانور حرم کے درخت کی ایسی شاخ پر ہو کہ اگر وہ گرے تو حل میں گرے تو وہ حل کا شکار کہا جائے گا، اور اگر ایسا ہو کہ وہ حرم میں گرے تو وہ حرم کے شکار میں ہے، اور وہ جانور جس کے پاؤں تو حرم میں ہوں اور سر حل میں، تو اسے اگر کوئی شکار کرے تو حرم کے شکار میں شامل ہوگا،

○ اور وہ شکار جسے مُحرِم ذبح کرے خواہ وہ حل ہی کا ہو حرام مُردے کے حکم میں ہے، اور اگر حرم کا شکار کوئی حلال ذبح کرے یا مُحرِم، حرام مُردے کے حکم میں ہے، مگر بعض کے نزدیک حرم کا وہ شکار جسے حلال ذبح کرے حلال ہے، البتہ کفارہ واجب ہے،

شکار ملک میں اگر حرم کے شکار کا انڈا بھونا یا اس کا دودھ نکالا اور ضمان دیدیا تو وہ دودھ اور انڈا مالک کا ہو جاتا ہے، اور اس کا کھانا حرام نہیں ہے، اور اس کی بیع بکراہت جائز ہے،

مگر خریدار کے حق میں مکروہ نہیں ہے، اگر کوئی حرم کی ترگھاس کاٹے تو اس کی قیمت ذمہ میں واجب ہوگی، مگر خشک گھاس اور اذخر کا کاٹنا جائز ہے، اگر کسی نے حرم کے اس خودرو درخت کو کاٹ ڈالا جسے لوگ لگاتے نہیں تو اس کی قیمت واجب ہوگی، خواہ حلال کاٹے یا مُحرِم، گھاس اور درخت کی قیمت سے ہدی خرید کر صدقہ کر دے، ضمان ادا کرنے کے بعد کٹی ہوئی گھاس اور لکڑی کاٹنے والے کی ملک ہو جائے گی، اور اسے اس کا استعمال کرنا جائز ہوگا، البتہ اس کا بیچنا مکروہ ہے، لیکن خریدار کے حق میں مکروہ نہیں ہے،

○ اور اگر یہ درخت کسی کی ملک میں ہے جیسے کیکر کسی کی مملوک زمین میں نکل آیا ہے تو اس کی دوسری قیمت اس کے مالک کو بھی دینی پڑے گی، اور وہ درخت جسے کسی نے لگایا ہو خواہ وہ لگانے کی قسم سے ہو جیسے انار وغیرہ یا لگانے کی قسم سے نہ ہو جیسے کیکر، اس کے کاٹنے سے جزا نہیں آتی ہے، لیکن مالک کو قیمت ادا کرنی پڑے گی،

○ اور اگر وہ درخت کسی کی ملک میں نہ ہو بلکہ خود بخود نکل آیا ہے، اور لگانے کی قسم میں سے ہے جیسے خودرو انار تو اس میں بھی جزا نہیں ہے، اور اگر کسی کی ملک ہو تو اسے ضمان دینا پڑے گا، ایسے درخت کا اگر کوئی پتہ توڑ دے جس سے اس کو کوئی نقصان نہیں ہے تو یہ توڑنا جائز ہے، ورنہ جائز نہیں ہے،

پھل دار درخت کاٹنا پھل دار درخت اگرچہ وہ خود نکلا ہے اس کا کاٹنا درست ہے، مگر جو دوسرے کی

ملکیت میں ہے اس کے لئے مالک کی اجازت شرط ہے،

○ خیمہ لگانے یا تنور و چولھا بنانے اور کھودنے یا چلنے میں جو گھاس یا لکڑی ٹوٹتی ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں، خشک لکڑی، خشک درخت، اسی طرح اکھڑا یا ٹوٹا ہوا درخت جو اب سبز نہیں ہو سکتا ہے اُس کو کاٹنا جائز ہے، ایسا درخت جس کی جڑ کہیں اور شاخیں کہیں ہوں اس میں درخت کی جڑ کا اعتبار ہوگا، مثلاً جڑ حِل میں اور شاخیں حرم میں ہیں تو حِل کا کہلا جائیگا اور جڑ حرم میں ہے اور شاخیں حِل میں ہوں، تو اس کا شمار حرم میں ہوگا،

متمتع اور ممنوعات

اگر کوئی ایسا متمتع جو ہدی لے گیا ہو احرامِ حج کے بعد کوئی محظورِ حرم کرے گا تو وہ مفرد سے دو چند کفارہ دے گا، اسی طرح قارن بھی، اس لئے کہ اس کے دو احرام ہیں، اور اگر ان میں کوئی حرم کا درخت کاٹے یا اس کی گھاس یا کوئی واجب چھوڑ دے تو اس صورت میں مُفرد کی طرح صرف ایک جزاء دے گا،

میقات سے بغیر احرام باندھے گذر جانا

اور جو شخص بغیر احرام باندھے اپنے میقات سے بڑھ آئے گا اس پر دم واجب ہوگا، اور اگر وہ واپس ہوا اور میقات میں آکر احرام باندھ لیا تو دم ساقط ہوجائے گا، اور جو وہاں سے نہیں ہٹا اور آگے بڑھ کر احرام باندھ لیا اُس پر دم واجب ہوگیا، مگر وہ شخص جس نے احرام باندھنے کے باوجود ابھی احکامِ حج شروع نہیں کئے تھے، وہ میقات پر واپس آیا اور وہاں پہنچ کر تلبیہ کہا تو دم

ساقط ہوجائے گا، طواف کا ایک شوط کرنے سے نسکِ حج شروع ہوجاتا ہے،
شوط پورا ہونے سے پہلے شروع نہیں ہوتا، اور ایسے شخص پر میقات واپس
آنا واجب ہی، بشرطیکہ اس کی وجہ سے حج کے فوت ہونے کا خطرہ نہ ہو،
اور اگر حج فوت ہونے کا خوف ہو تو نہ پھرے، اور وہ شخص جو نہ پھرا، یا
پھر کر آیا مگر میقات پر آکر تلبیہ نہیں کہا، یا حج شروع کرنے کے بعد واپس
ہوا تو ان تینوں صورتوں میں دَم متعین ہوگیا،

قارِن پر دم

وہ شخص جو قران کے لئے جارہا ہے اور میقات سے
بغیر احرام آگے بڑھ گیا تو اس پر ایک ہی دَم ہے،
جیسے مُفرِد پر، اور اگر کوئی میقات سے باہر رہنے والا کسی کام سے حل میں
آیا (جو میقات وحرم کے درمیان ہے) تو اسے بلا احرام جانا درست ہے،
مثلاً کوئی بمبئی سے جدّہ (یا جدّہ وحدیبیہ) کسی کام کے لئے جائے تو
یہ جانا درست ہے، جب یہ وہاں جاچکا ہی تو اس کے لئے وہی حکم ہے جو
وہاں کے رہنے والوں کے لئے، مثلاً یہی بمبئی والا شخص جو ضرورت سے
جدّہ پہنچا ہے اگر کسی ضرورت سے مکہ جائے تو بغیر احرام بھی جانا درست ہی،
اور اگر وہ حج کرنا چاہے تو حل میں سے احرام باندھے جس طرح اہلِ مکہ
کرتے ہیں،

○ اور اگر میقات سے باہر رہنے والا مکّہ بلا احرام باندھے جائے تو اس پر
حج یا عمرہ کرنا واجب ہوجاتا ہے، اور اگر وہ کئی دفعہ گیا ہے تو ہر دفعہ بغیر
احرام جانے کے بدلے میں ایک ایک حج یا عمرہ ادا کرے، اور اگر میقات پر

واپس آکر احرام باندھ لیا ہے تو آخر دفعہ جانا کافی ہوگا، اور باقی ذمہ میں واجب رہیں گے،

○ اور اگر یہ آفاقی بغیر احرام گیا اور پھر اسی سال میں حج فرض ادا کیا یا حجِ نذر یا نذر کا عمرہ ادا کیا، تو ان صورتوں میں بھی بلا احرام کی وجہ سے جو حج عائد ہوا تھا ساقط ہو گیا، ہاں اور اگر وہ حج اگلے سال کرے گا تو ساقط نہ ہوگا، پھر الگ سے احرام باندھ کر ادا کرنا ہوگا،

○ اگر کسی نے عمرہ کیا اور حلق یا قصر سے پہلے دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو دَم دینا ہوگا، اور اگر دوسرا عمرہ ادا کرنے سے پہلے حلق کرے تو اسے دوسرا دم دینا ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم،

فائدے ہدی میں بھیڑ، بکری ایک سال کی ہے، اور اونٹ پانچ سال کا، گائے، بھینس دو سال کی، اور اسے قلادہ ڈال کر شہرت دینی یا عرفات پر ساتھ لے جانا واجب نہیں، مگر دَمِ قران وتمتع اور نفل ونذر کے لئے اگر بُدنہ ہو تو مستحب ہے کہ اس کے گلے میں قلادہ ڈالے، اور عرفات پر ساتھ لے جائے، اور اگر بھیڑ بکری ہو تو قلادہ ڈالنا اور عرفات پر ساتھ لے جانا مستحب نہیں،

دَمِ قِران وتمتّع کا کھانا دمِ قران وتمتّع میں سے ذبح کرنے والے کو کھانا مستحب ہے، اور دَمِ نفل اگر حرم میں جاکر ذبح ہو تو اس کا کھانا بھی ذابح کو درست ہے، البتہ دمِ جنایات، دمِ احصار، دَمِ نذر اور دمِ نفل جو حرم تک نہ پہنچ پائے اور راہ میں ذبح

ہو جائے، ایسے جانور کا ذابح اور اغنیاء کو کھانا جائز نہیں، اگر کھالے گا تو اسے ضمان دینا ہوگا،

ہدی کا جانور اور اُس سلسلہ کے مسائل

ہدی کی تمام قسموں کا حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، حِل میں جائز نہیں، اور اس سلسلہ میں منیٰ کی کوئی خصوصیت نہیں، یہ ضرور ہے کہ فقرائے حرم کو دینا افضل ہے، اور نہ اُن کی کوئی تخصیص ہی ہے،

○ دمِ قران وتمتع کو ایامِ نحر میں ذبح کرے، جو ان ایام سے پہلے کریگا اس کا اعتبار نہیں ہے، البتہ ایامِ نحر کے بعد کر سکتا ہے، مگر اسے دمِ تاخیر دینا ہوگا، اور باقی ہدایا میں ایامِ نحر شرط نہیں ہے،

○ ہدی کی نکیل وجھول بھی صدقہ کردے، قصاب کی اُجرت ہدی کے گوشت میں سے نہیں دے سکتا، ہاں صدقہ اور ہدیہ کے طور پر اُسے گوشت دے سکتا ہے، اور ہدی پر سوار نہ ہو، البتہ اگر کوئی چارہ نہ ہو تو گنجائش ہے، لیکن اگر سواری یا کسی چیز کے لادنے کی وجہ سے ہدی کو نقصان پہنچ گیا تو نقصان کا تاوان فقراء کو دینا پڑے گا، اغنیاء کو دینا کافی نہیں ہے، ہدی کا دُودھ نہ نکالے، اگر کثرت سے ٹپکنا شروع ہو جائے اور ذبح کا وقت قریب ہے تب تو ٹھنڈے پانی سے بند کردے، اور اگر ذبح میں دیر ہے تو دُودھ نکال کر فقراء پر صدقہ کر دیا جائے، اگر خود پئے گا یا مالدار کو دے گا تو اسے تاوان دینا ہوگا،

ہَدی کو نقصان پہنچ جائے تو کیا کرے؟

ہدی کا جانور ابھی منزل پر پہنچا نہیں تھا کہ اس میں ایسا نقص پیدا ہو گیا کہ اس کی قربانی نہیں ہو سکتی، اور ہدی واجب ہے تو اس کے بدلے میں دوسری ہدی لائے، اور نقصان پہنچنے والے کو جو چاہے کرے،

⊙ اور اگر وہ ہدی نفل ہو تو اسے ذبح کر دے، اور اس کے قلادہ کو اس کے خون میں لتھیڑ کر اس کے کوہان پر خون کا دھبہ لگا دے، تاکہ یہ اس چیز کی علامت بن جائے کہ یہ ہَدی کی قربانی ہے، غنی کے لئے اس کا کھانا جائز نہیں،

حاجی اور قربانی

وہ حاجی جو مسافر ہیں اُن پر قربانی واجب نہیں، اگرچہ وہ غنی ہو، لیکن وہ حاجی جو مکہ میں اقامت کی وجہ سے مسافر باقی نہیں رہا، بلکہ مقیم ہو گیا ہے، بشرطِ غنا اس پر قربانی واجب ہے، دَمِ قِران وغیرہ سے قربانی ساقط نہیں ہوا کرتی، بلکہ اس کے برعکس اس پر ایک دوسری مستقِل قربانی واجب ہے، کہ اگر وہ مقیم اور غنی ہے تو اس کی ادائیگی اس کے ذمہ واجب ہے،

مُحصِر اور اُس کا حکم

وہ مُحرِم جو کسی دشمن کے خوف سے یا درندہ کے ڈر سے، یا غلبۂ مرض کی وجہ سے رُک جائے اصطلاح میں اُسے مُحصَر کہتے ہیں، اب اگر یہ مُحصَر مفرد ہے یا عمرہ کرنے والا تو وہ ایک دَم دے، یا اس کی قیمت دے کر کسی کو حرم میں بھیجے

تاکہ وہ جاکر حرم میں جانور ذبح کردے، اور اس کے ذبح کی تاریخ اور اس کا وقت معین کردے، تاکہ اسی اندازہ سے وہ ذبح کے بعد حلال ہوسکے، اس کے ذبح کے لئے ایامِ نحر کا ہونا ضروری نہیں ہے،

○ اور اگر کسی کو دَم یا اس کی قیمت میسر نہیں تو اس وقت تک حلال نہیں ہوسکتا جب تک حرم میں ذبح نہ ہوجائے، یا خود جاکر طواف وسعی کرکے حلق نہ کرے،

○ اور وہ مُحصِر جو قارن ہے وہ دَو دم بھیجے گا، اور اگر ایک بھیجے گا تو اس حالت میں کسی احرام سے بھی نہ نکل سکے گا، اور اگر مُحصِر دَم نہ بھیج سکے بلکہ رُکا رہے یہاں تک کہ مانع زائل ہوجائے اور پھر خود ہی جلائے تو بھی درست ہے، اگر اس نے حج کا زمانہ پالیا تو بہتر ورنہ عمرہ کے افعال کرکے حلال ہوجائے، اور جو مُحصِر ہوتا ہے وہ محض ذبح سے حلال ہوجاتا ہے، حلق کرے یا نہ کرے، اگر ذبح کے وقت سے پہلے حلال ہوگیا یا اس کو معلوم ہوا کہ حرم میں ذبح نہ ہوسکا بلکہ حِل میں ہوگیا ہے تو اس پر جنایت کا کفارہ دینا واجب ہے، اگر جنایت مکرر ہوگی تو کفارہ بھی مکرر دینا ہوگا،

محصِر جس پر قضا ہو وہ مُحصِر جو حرم میں ذبح کرکے حلال ہوتا ہو اس کے ذمّہ قضا واجب ہوتی ہے، پس اگر وہ حج کے احرام سے حلال ہوا ہے، اور اس کا یہ حج نفل ہے تو اگر اسی سال میں قضا کرے گا تو صرف ایک حج کرلے، اور اگر آئندہ سال قضا کرے گا تو اسے ایک حج اور ایک عمرہ کرنا ہوگا، اور اگر وہ قران

کرے تو بھی درست ہے، اور اگر قران سے حلال ہوا ہے تو اگر وہ اسی سال قضا کرے تب تو قران کی قضا کرے، اور اگر دوسرے سال کرنا ہو تو دو صورتوں میں سے کوئی ایک اختیار کرے، یا ایک حج اور دو عمرے کرے اور یا ایک قران اور ایک عمرہ، اور عمرہ کرنے والا صرف ایک عمرہ ہی قضا کرے گا خواہ وہ کبھی بھی کرے،

○ اور وہ محصَر جو دَم روانہ کر چکا تھا پھر اس کا احصار بھی زائل ہو گیا اگر وہ حج اور ہَدی دونوں پا سکتا ہے تو واجب ہے کہ جا کر حج ادا کرے، اور ھدی کو جو چاہے کرے، اور اگر وہ حج اور ہَدی دونوں کو نہیں پا سکتا یا صرف حج کو نہیں پا سکتا، تو اس صورت میں جانا کوئی ضروری نہیں ہے، چاہے جائے چاہے نہ جائے، اور اگر ایسی صورت ہے کہ ہَدی تو نہیں پا سکتا مگر حج پا سکتا ہے تو اس کے لئے افضل ہے کہ جا کر حج کرے، اور اگر نہیں گیا تو کوئی مضائقہ بھی نہیں،

وقوفِ عرفہ کے بعد محصَر نہیں

وہ شخص جو وقوفِ عرفہ کے بعد رُکا ہے محصَر نہیں ہے، اس لئے کہ طوافِ زیارت کا وقت پوری عمر ہے، مگر جب اس کا طواف ایامِ نحر سے مؤخر ہو گا تو اسے دَمِ تاخیر دینا ہو گا،

مکہ میں وہ محصَر ہے جو حج کے دونوں رکن سے محصَر ہو جائے، اور اگر وہ ایک سے رُکا تو وہ محصر نہیں ہے، اس لئے کہ اگر وہ وقوفِ عرفہ سے رُکا ہے تو اُسے چاہیے کہ عمرہ کے افعال بجا لائے، اور حلال ہو جائے، اور اگر طوافِ

زیارت سے رُکا ہے تو یہ طواف موقت نہیں ہے، ساری عمر میں جب بھی چاہے ہو سکتا ہے، واللہ اعلم بالصواب،

بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْغَیْرِ
دوسرے کی طرف سے حج بدل کرنا

عمرہ اور حج وغیرہ نیابۃً بھی ادا ہو سکتا ہے، اس طرح کہ کوئی کسی کی طرف سے ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا، عمرہ اور حج نفل میں قائم مقامی کے لئے کوئی شرط نہیں ہے، البتہ جو نیابت کر رہا ہے اس میں اہلیت ہونی چاہیے، یعنی وہ مسلمان، عاقل، اور باتمیز ہو، لیکن حج فرض کی نیابت کے لئے چند شرطیں ہیں، کہ اُن کے بغیر نیابت سے حج فرض ادا نہیں ہو سکتا،

حج بدل کی شرطیں

پہلی شرط یہ ہے کہ جو شخص اپنی طرف سے حج کرائے اس پر پہلے سے حج فرض ہو، اور وہ خود جانے سے معذور اور عاجز ہو تا مرگ عاجز ہی رہا، اور اسی کی غالب توقع بھی ہو،

ایک شخص پر حج ابھی فرض نہیں ہوا تھا کہ اس نے حج ادا کر لیا، پھر اس کے بعد اس پر حج فرض ہو گیا، تو ذمہ میں فرض باقی ہی رہے گا،

اور وہ حج جو اس فرض ہونے سے پہلے کیا تھا حج نفل میں شمار ہوگا، اور اگر فرض ہونے کے بعد اور عاجز ہونے سے پہلے کرادیا اور پھر اس کے بعد عاجز ہوا تو اس صورت میں فرض حج ادا نہیں ہوا، پھر دوبارہ جا کر ادا کرنا ضروری ہے اور جس عذر کی وجہ سے عاجز ہو کر حج بدل کرایا ہے اگر وہ عذر ایسا ہے کہ اس کے رفع کی توقع ہے مثلاً شدید بیمار تھا اور حج بدل کرانے کے بعد وہ عذر ختم ہو گیا، تو اس کا حج فرض حج بدل سے ادا نہیں ہوا، بلکہ اسے پھر خود کرنا لازم ہے، اور اگر ایسا عذر تھا کہ اس میں اچھا ہونے کی کوئی توقع نہیں ہوتی، جیسے کسی کی آنکھیں جاتی رہیں اور جب وہ حج بدل کرا چکا تو کرشمۂ قدرت سے اس کی روشنی پلٹ آئی، تو اب اس صورت میں اس پر حج کا اعادہ فرض نہیں ہے، بلکہ اس سے فرض ادا ہو چکا،

دوسری شرط

دوسری شرط یہ ہے کہ جو خود حج کی ادائیگی سے عاجز ہو جائے وہ دوسرے کو بذاتِ خود حج بدل کے لئے حکم دے، اور اسے حج کے راستہ کے اخراجات فراہم کر کے دے، اور وہ حج بدل کرنے والا اسی کے خرچ سے حج بدل کرے، اور جو مرگیا اور اس نے حج کی وصیت کی ہے تو اس کے وارث یا وصی کسی کو حج بدل کا حکم کریں، اور راستہ کا خرچ دیں، لہٰذا اگر کوئی کسی زندہ مجبور کی طرف سے اس کے حکم کے بغیر حج بدل کرے گا تو اس زندہ مجبور کا فرض ادا نہ ہوگا،

اور اگر مرنے والا وصیت کر کے مرا ہے لیکن اگر اس کے وارث کسی کو حج کا حکم نہ دیں اور وہ بطور خود حج بدل کرلے تو اس مُردے کا فرض ادا نہ ہوگا

البتہ وہ مرنے والا جس نے وصیت نہیں کی اور حج اُس پر فرض تھا تو اب اگر اس کی طرف سے اس کا کوئی وارث یا اجنبی بطور خود احساناً حج بدل کردے تو انشاء اللہ اس کا فرض ادا ہوجائے گا،

اخراجاتِ سفر اور حجِ بدل

اسی طرح کوئی عاجز یا اس کا وارث کسی کو حجِ بدل کا حکم تو دے مگر اخراجاتِ سفر نہ دے تو بھی اس کا حج فرض ادا نہ ہوگا، اور روپیہ یعنی اخراجاتِ سفر بھی دیئے مگر حجِ بدل کرنے والے نے اپنے روپیہ سے حج کیا تو اگر اس کو جس نے حکم دیا ہے اس کے روپے میں سے لے لیا تب تو جس کی طرف سے حج کیا ہے اس کا فرض ادا ہوجائے گا، ورنہ نہیں،

اور اسی طرح اگر حجِ بدل کرنے والے کا روپیہ خرچ نہیں کیا، اور پیدل چل کر حج بدل ادا کردیا تو بھی عاجز کی طرف سے فرض ادا نہ ہوگا، اور روپیہ واپس کرنا ہوگا،

خرچ اور سواری میں اکثر ہی حیثیت کا اعتبار ہوتا ہے، یعنی اگر اکثر روپیہ حکم دینے والے کا خرچ کیا یا اکثر حصہ رستہ کا سواری پر گذرا تو فرض ادا ہوجائے گا، اور کم میں نہیں ادا ہوگا، لیکن اگر وصیت کرنے والے کے تہائی مال میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ وہ حج بدل کرنے والا اس کے وطن سے سوار ہوکر حج کرے، تو جہاں سے ممکن ہو وہاں سے سوار ہوکر ادا کرے، تو اس صورت میں بھی مُردہ کا حج فرض ادا ہوجائے گا،

جس کو حجِ بدل کا حکم دیا تھا اس نے اپنے روپے کے ساتھ حکم

دینے والے کے روپے ملادیے تو اگر اس میں حکم دینے والے کا اکثر روپیہ خرچ ہوا ہے تو حج ادا ہو جائے گا، اور ضمان سے بھی بری ہوگا،

تیسری شرط حج بدل کرنے والے کی تیسری شرط یہ ہے کہ جو حج کرنے جارہا ہے وہ حج کا اہل بھی ہو، یعنی مسلمان، عاقل اور باتمیز ہو، مجنون اور لڑکا نہ ہو،

چوتھی شرط چوتھے حکم دینے والے کے وطن سے حج کرے، بشرطیکہ مال میں گنجائش ہو، ورنہ پھر جہاں سے گنجائش ہو کرلے، مگر میقات سے پہلے سے ہونا چاہیے،

پانچویں شرط پانچویں احرام کے وقت حکم دینے والے کے حج کی نیت کرے، اگر زبان سے بھی لَبَّیْکَ عَنْ فُلَانٍ کہے تو بہتر ہے، ورنہ دل میں کہنا ضروری وکافی ہے، اگر احرام کے وقت کسی کی طرف سے نیت نہیں کی، مبہم نیت کی، تو افعالِ حج شروع کرنے سے پہلے ضرور نیت کرلے، افعالِ حج شروع کرنے کے بعد کی نیت کا اعتبار نہیں ہے، ورنہ خود حج کرنے والے کا حج ہوگا، حکم دینے والے کا نہیں، اور اس صورت میں حکم دینے والے کا خرچ واپس کرنا ہوگا، اگر اپنی طرف سے حج کرے گا تو اسے ضمان دینا ہوگا،

اور اگر اس حکم دینے والے کے ساتھ دوسرے شخص کے حج کی بھی نیت کرلے خواہ اس نے حکم دیا تھا یا نہیں، تو اس صورت میں جو حج کر رہا ہے صرف اس کا حج ہوگا، بقیہ دونوں شخصوں میں سے کسی کا حج

نہ ہوگا، اور دونوں کا خرچ لازمی طور پر اسے واپس کرنا پڑے گا،

○ اگر کسی شخص نے بغیر کسی کے حکم کے دو اجنبی کی طرف سے یا اپنے والدین کی طرف سے ایک احرام میں نیت کی تو اگر وہ احرام کے بعد یا افعالِ حج کے شروع کرنے سے پہلے یا بعد فراغت کسی ایک کی طرف سے متعین کردے گا تو درست ہوجائے گا، کیونکہ دراصل یہ حج جس نے کیا ہے اس کا ادا ہوا، اُن دونوں کی نیت لغو قرار دی جائے گی، اب وہ جس کو چاہے ثواب دیدے، خواہ دونوں کو دیدے تو بھی درست ہے،

چھٹی شرط حج بدل کی چھٹی شرط یہ ہے کہ جس کو حکم دیا گیا ہے وہ خود ہی حج کرے، دوسرے سے نہیں کرا سکتا، خدانخواستہ اگر وہ بیمار ہوگیا اور دوسرے کو بھیج دیا تو آمر (حکم دینے والے) کا حج ادا نہ ہوگا، روپیہ واپس کرنا ہوگا، البتہ اگر حکم دینے والے نے اس کو اجازت دیدی ہو، یا اس کو مختارِ کل بنادیا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ایسا کرسکتا ہے،

ساتویں شرط ساتویں شرط یہ ہے کہ حکم دینے والے کی جو میقات پڑتی ہے وہاں سے حج کا احرام باندھے، اور آمر کے حکم کی مخالفت نہ کرے، چنانچہ اگر ایسا ہوا کہ آمر نے حج کے لئے کہا اور اس نے تمتع کرلیا تو ضمان دینا ہوگا، اور حج مامور کا ہوگا، آمر کا نہیں ہوگا، اسی طرح اگر افراد کی جگہ قران کرلے تو اس میں بھی مخالفت ہوگئی، لہٰذا روپیہ واپس کرنا ہوگا، ہاں اگر آمر نے اجازت دی ہو تو بلاشبہ درست ہے، مگر دمِ قران خود اپنے مال سے دے، آمر کے مال سے دینا درست نہیں ہے،

اور حج بدل میں تمتع کرنا کسی حال درست نہیں ہے، خواہ آمر نے اجازت ہی کیوں نہ دی ہو، اس لئے کہ تمتع کی صورت میں آمر کی میقات سے حج نہ ہوگا، البتہ یہ ہے کہ تمتع اس نے آمر کی اجازت سے کیا ہے تو ضمان نہیں کرے گا، مگر ساتھ ہی اس کی طرف سے حج بھی ادا نہ ہوگا،

حج اگر فاسد کردے

ان امور مذکورہ کی رعایت کے ساتھ جو مامور حکم دینے والے کی طرف سے حج بدل کرے گا اور تمام افعال ادا کرے گا تو حج ہو جائے گا، اور اگر فاسد کردے گا تو مامور (جو حج بدل کر رہا ہے اس) پر ضمان ہوگا، اور اس کی قضا بھی مامور اپنی ہی طرف سے کرے گا، حکم دینے والے کا حج ادا نہیں ہوا،

حج بدل کرنے والے کا اپنے لئے عمرہ

مامور یعنی حج بدل کرنیوالا حکم دینے والے کی طرف سے حج پورا کرنے کے بعد اپنی طرف سے عمرہ کرے تو یہ اس کے لئے درست ہی اس سے آمر کے حج میں نقص واقع نہیں ہوتا، مگر جس وقت اپنے عمرہ میں رہے اس کا آمر سے خرچ نہ لے، بلکہ اپنا خرچ خود کرے،

حج بدل سے فارغ ہونے کے بعد بہتر یہ ہے کہ مامور واپس پہلے آمر کے وطن میں آئے جہاں سے گیا تھا، اور اگر حج کی ادائیگی کے بعد مکہ ہی میں رہ جائے تو بھی مضائقہ نہیں ہے، مگر افضل لوٹ آنا ہے، تاکہ نائب کی نیابت آمر کی طرف سے ٹھیک ہو جائے،

دیر سے حج کی ادائیگی

کسی نے کسی کو حج بدل کا حکم دیا، مگر اس نے اس سال نہیں کیا، بلکہ دوسرے تیسرے سال کیا، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، حج بہرحال آمر ہی کی طرف سے ادا ہوگا، اس کا لحاظ رہے کہ حج اجرت پر نہ کرائے، اور نہ ایسا معاملہ کرے جس سے اجرت کی شکل پیدا ہو جائے، یوں تو جو حج اجرت پر کرایا جائے گا وہ بھی کرانے والے ہی کی طرف سے ہوگا، اور اسے اجرت واپس کرنی ہوگی، صرف بقدر خرچ لینا پڑے گا،

حج نہ کرنے والے کا نائب ہونا

جس نے خود اپنا حج نہ کیا ہو اگر وہ دوسرے کی طرف سے حج بدل کرے تو وہ بھی کرانے والے کی طرف سے ادا ہو جائے گا، مگر ایسا کرنا مکروہ ہے، مرد کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا افضل ہے، عورت بھی مرد کی طرف سے حج بدل کر سکتی ہے،

حج میں کیسا آدمی بھیجنا افضل ہے؟

حج بدل میں ایسے آدمی کا بھیجنا افضل ہے جو مسائل سے پورے طور پر واقف ہو، اس لئے کہ ناواقف حج کے افعال ٹھیک پورے طور پر ادا نہیں کر پاتے، اگر حج میں جانے والے کی تقصیر کی وجہ سے حج فوت ہو گیا، تو اس کو ضمان دینا ہوگا، لیکن اگر دوسرے سال یہ اپنے پیسے سے آمر کا حج ادا کرے گا تو ادا ہو جائے گا، اور ضمان سے بری ہو جائے گا، اور اگر حج کے فاسد ہونے میں مامور کی کوئی تقصیر

رکوتا ہی، نہیں ہے تو اس پر کوئی ضمان نہیں ہے، پھر وہ دوسرے سال اس کی طرف سے حج کرے گا،

○ احصار کی وجہ سے جو دم دینا ہوگا وہ آمر کی طرف سے دیا جائے گا، اور قران و تمتع کا دم خود مامور اپنی طرف سے دیگا، اگر آمر نے قران و تمتع کی اجازت دی تھی، باقی رہا دم جنایات تو یہ مامور اپنی طرف سے دے گا،

حج بدل کرنیوالا کہاں سے روانہ ہو؟

اگر کوئی وصیت کر جائے کہ میرا حج کرا دینا، تو اس کے تہائی مال سے حج کرایا جائے گا، اگر اس تہائی مال میں اتنی گنجائش ہے کہ اس آمر کے وطن سے ہو سکتا ہے تو سب سے بہتر یہی ہے کہ اس کے وطن ہی سے کرے، ورنہ پھر جہاں سے گنجائش ہو وہاں سے کرا دیں، اور اگر اس کی بھی گنجائش نہیں ہے کہ میقات سے کرایا جا سکے تو وصیت باطل قرار پائے گی،

اخراجاتِ سفر اور اس کی تفصیل

حج بدل میں جو جاتا ہے اس کا نفقہ یعنی وہ چیزیں جن کی ان کو ضرورت ہوتی ہے جیسے روٹی، گوشت، سالن، گھی، چراغ کا تیل، احرام کے کپڑے، پانی پینے کا سامان، سفر کے کپڑے، کپڑے دھونے کا سامان یا اس کی مزدوری، راستے کے کارآمد ظروف، حجام وغیرہ کا خرچ مکان کا کرایہ، حفاظت کا کرایہ، اور وہ تمام چیزیں جن کی ضرورت ہوتی ہے، ان تمام چیزوں کا سامان آمر کو مامور کے مرتبہ کے مطابق کرنا چاہئے

نہ زیادہ کرے نہ کم، لیکن صدقہ اور ضیافت جو کرنا ہو وہ مامور اپنے مال سے کرے، بھیجنے والے کے مال سے نہ کرے، وہ اس روپیہ میں سے کسی کو قرض بھی نہ دے، باقی وضو، غسلِ جنابت کا خرچ سب آمر کے مال سے لے گا، اسی طرح دوا اور ڈاکٹر کا خرچ بھی، مگر اس وقت جبکہ آمر نے اس کی اجازت دے رکھی ہو،

اس حج بدل کرنے والے کو چاہیے کہ ان تمام چیزوں کی اجازت صراحۃً حاصل کرلے، اور پورا اختیار طلب کرلے، تاکہ راستہ میں کوئی تنگی و دشواری پیدا نہ ہوسکے،

اپنے پیسے کہاں خرچ کرے؟

راستہ میں اگر قافلہ کے انتظار میں قیام کرنا پڑے تو اس کا خرچ بھی آمر ہی کے مال سے لے گا، اور اگر اپنی کسی خاص ضرورت سے ٹھہرے تو ان دنوں کا خرچ خود برداشت کرے،

اسی طرح حج سے فارغ ہونے کے بعد اگر سواری یا قافلہ کی کی ضرورت سے ٹھہرنا پڑے تو یہ خرچ بھی آمر ہی کے مال سے کرے گا، ہاں اگر وہ حج کے بعد مکہ میں مستقل یا زیادہ دنوں کا بطور خود بلا کسی وجہ خاص کے قیام کرے، تو اس کے اخراجات کی ذمہ داری خود اس پر ہے آمر پر نہیں ہے،

پھر جب کبھی مکہ سے واپسی کا ارادہ ہوگا راہ خرچ اپنے پاس سے کرے گا، آمر کے مال سے خرچ کرنا درست نہیں ہے،

اسی طرح اگر وہ مکہ پہلی ذی الحجہ سے پہلے پہنچ جائے تو اپنے پاس سے خرچ کرے، جب ذی الحجہ شروع ہوجائے بھیجنے والے کے مال سے خرچ کرنا شروع کرے، پھر جب حج کے بعد آمر کے وطن پہنچ جائے تو جو کچھ بچ رہے لاکر آمر کے حوالہ کردے، ہاں اگر بھیجنے والا بطور احسان کے اسی کو دیدے تو لے لینا درست ہے، واللہ تعالیٰ اعلم؛

ے مگر چونکہ آجکل کوئی حاجی اگر یہ چاہے کہ میں ذی الحجہ کے مہینہ میں جاؤں تو اس میں بڑی دقّت ہے، اس لئے آمر سے اجازت لے کر جب حکومت بھیجے جاسکتا ہے، اجازت لینے کے بعد خرچ کی پابندی ختم ہوجائے گی ۱۲ شریف

خاتمہ

زیارت روضۂ اطہر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

معلوم ہونا چاہیئے کہ روضۂ اطہر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت افضل المستحبات ہے، اور بعضوں نے اسے قریب بہ واجب لکھا ہے، اور فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی، اور وہ شخص جو صرف میری زیارت کے لئے حاضر ہو اور کوئی مقصد نہ ہو تو مجھ پر اس کا یہ حق ہو گیا کہ میں قیامت میں اس کا شفیع بنوں،

ف حضرت مولانا گنگوہیؒ فرماتے ہیں: "مدینہ منورہ نہ جانا اس وہم سے کہ رستہ میں بدوی لوگ لُوٹ لیتے ہیں، یا فرض نہ ہونے کے سبب سے یا روپیہ زیادہ خرچ ہونے کی غرض سے یہ فخرِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کمی محبت کا نشان ہے، ایسے وہم سے کوئی دنیاوی کام ترک نہیں کرتا، پس باوجود وسعت اور طاقت کے زیارت کو چھوڑنا نہایت ہی بڑی غفلت اور شناعتِ قبیحہ ہے،، (فتاویٰ رشیدیہ)

ناظرین! امام ربانیؒ کے عشقِ رسولؐ کا اس سے اندازہ کر سکتے ہیں،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ شخص جو میرے انتقال کے بعد میری قبر کی زیارت کرے وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے زندگی میں میری زیارت کی،

زیارت روضۂ اطہر

لہٰذا جس شخص پر حج فرض ہو اوّل اُسے حج کرنا بہتر ہے، یوں اسے اختیار ہے کہ وہ پہلے حج کرے یا مدینۂ منورہ آئے، غرض کہ جب مدینہ کا عزم ہو تو بہتر یہ ہے کہ روضۂ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت کرکے جائے، تاکہ یہ اس حدیث میں داخل ہو جائے جس میں کہا گیا ہے کہ "جو کوئی صرف میری زیارت کو آئے اس کی شفاعت کا مجھ پر حق ہو گیا"۔

مدینۂ منورہ کی روانگی کے آداب

جس وقت مدینۂ منورہ روانہ ہو تو راستہ میں کثرت کے ساتھ درود شریف کا ورد رکھے، جب ایسی جگہ پہونچے کہ جہاں سے مدینہ کے درخت نظر آنے لگیں تو اور زیادہ درود کی کثرت کرے، اور جب عمارت نظر آنے لگے تو درود پڑھ کر کہے:۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ نَبِیِّکَ فَاجْعَلْہُ وِقَایَۃً لِّیْ مِنَ النَّارِ وَ اَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَ سُوْءِ الْحِسَابِ ؕ	"اے اللہ! یہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم ہے، لہٰذا تو اس کو میرے لئے جہنم سے پناہ بنا دے، اور عذاب اور برے حساب سے امن وامان دے"۔

مدینہ میں داخلہ کے آداب

مستحب یہ ہے کہ غسل کرے ورنہ کم از کم وضو اور کپڑے پاک و صاف اور عمدہ (حسب حیثیت) لباس زیب تن کرے، نئے کپڑے ہوں تو اور اچھا ہے، پھر خوشبو لگائے اور پیادہ پاؤں ہو جائے، اور خضوع و خشوع اور تواضع جس قدر کر سکتا ہے کرے، کوئی کوتاہی نہ ہونے دے، اور عظمت کا دھیان کرتے ہوئے درود شریف پڑھتا ہوا روانہ ہو، اور مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے:۔

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ط اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَةِ	اے اللہ! مجھے خوبی کے ساتھ داخل فرما اور خوبی کے ساتھ نکالنا، اور تو میرے لئے اپنے پاس سے غلبہ دے جس کے ساتھ مدد ہو، اے اللہ میرے لئے اپنے رحمت کے دروازے کھول دے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

ع اب مدینہ منورہ کی آبادی بہت بڑھ گئی ہے، سواری پر سوار حجاج کے لئے ازخود پیدل چلنا بڑا مشکل ہے، پہلے ٹیکسی اور بسیں "باب عنبریہ" سے مدینہ منورہ میں داخل ہوتی تھیں، اب حکومت کبھی رستہ بھی بدل دیتی ہے، باب عنبریہ یا کسی بھی رستہ سے مدینہ میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے، اگرچہ مدینہ کے آثار بیر علی سے ہی نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں ۱۲ ش

رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَا يَنْبَغِيْ اَوْلِيَاءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ مَسْئُوْلٍ،

نصیب فرما، ایسی زیارت جو تو نے اپنے دوستوں اور فرمانبرداروں کو عطا کی، اور میرے گناہوں کو بخش دے، اور مجھ پر رحم و کرم فرما اے بہترین درخواست سننے والے"

حرمتِ مدینہ داخل ہونے کے بعد پورے ادب اور حضورِ قلب کے ساتھ دعا، و درود شریف پڑھتا رہے، مدینہ منورہ کی بہت سی جگہوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پڑے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ امام مالکؒ مدینہ منورہ میں سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے، فرماتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے اس سرزمین کو پامال کروں جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے پھرے ہیں،

مسجد نبویؐ میں داخلہ جب مسجد نبویؐ میں داخل ہونے لگے تو پہلے دایاں پیر داخل کرے اور وہ دعا پڑھے جو داخلہ کے وقت پڑھی جاتی ہے[1]، اور درود شریف بھی، اور باب جبرئیل سے داخل ہونا بہتر ہے، پھر ریاض الجنۃ میں جو قبر شریف اور منبر کے درمیان کی جگہ کا نام ہے، اور جسے جنت کا حصہ کہا گیا ہے تحیۃ المسجد پڑھے اس طرح کہ منبر داہنے مونڈھے کی سیدھ میں ہو، اور وہ ستون جس کے نیچے صندوق

---

[1] یعنی بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ، ش

ہے سامنے ہے، اس لئے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موقف ہی تحیۃ المسجد کے بعد سجدۂ شکر کرے کہ حق تعالیٰ نے یہ نعمت عطا فرمائی، اور جو نیک دعائیں کرنی چاہے خوب جی کھول کر کرے،

روضۂ اطہرؐ پر حاضری

پھر روضۂ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو، اور سرہانے کی دیوار کے کونے میں جو ستون ہے اس سے تین چار ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہو، اور پشت قبلہ کی طرف کرے، کچھ بائیں طرف کو مائل ہو جائے، تاکہ چہرۂ انورؐ سے مواجہہ خوب اچھی طرح ہو سکے، اور پورے ادب اور خشوع کے ساتھ کھڑا ہو زیادہ قریب نہ ہو، اور نہ دیوار کو ہاتھ لگائے کہ یہ ادب وہیبت کی جگہ ہے، اور پھر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی لحد میں قبلہ رُو لیٹا ہوا تصور کر کے یہ سلام پڑھے:۔

روضۂ اقدس پر سلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَيْرَ خَلْقِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخِيَرَةَ خَلْقِ اللهِ مِنْ خَلْقِ اللهِ ۝ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاحَبِيْبَ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ ۝ اَلسَّلَامُ	”اے اللہ کے رسولؐ تجھ پر سلامتی ہو، اے اللہ کی مخلوق کے بہترین تجھ پر سلامتی ہو، اے مخلوقِ خدا میں سب سے برگزیدہ تجھ پر سلامتی ہو، اے اللہ کے دوست تجھ پر سلامتی ہو، اے اولادِ آدم کے سردار! تجھ پر سلامتی ہو، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
وَبَرَكَاتُهٗ ۔ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَشْهَدُ اَنَّكَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ
وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ
الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ
فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا ۔ جَزَاكَ اللّٰهُ
عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازٰى نَبِيًّا
عَنْ اُمَّتِهٖ ۔ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ
لِسَيِّدِنَا عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ
مُحَمَّدٍ اِلْوَسِيْلَةَ
وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ
الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۔
وَاَنْزِلْهُ الْمُنْزَلَ الْمُقَرَّبَ
عِنْدَكَ اِنَّكَ سُبْحَانَكَ

تجھ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں،
اور اس کی برکتیں ہوں، اے اللہ کے
رسولؐ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد
کے سوا کوئی معبود نہیں، اور نہ اس کا کوئی
شریک ہے، اور گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ
اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں،
میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے پیغام
خداوندی پہنچا دیا، اور امانت ادا کردی
اور امت کی خیرخواہی فرمائی اور مصائب
دور فرمائے، پس اللہ آپؐ کو بہترین
بدلہ عطا فرمائے، ہماری طرف سے آپؐ کو
بہترین بدلہ دے جو اس بدلہ سے افضل ہو
جو بدلہ کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے
عطا ہو، اے اللہ اپنے بندے اور اپنے
رسول اور ہمارے سردار محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو وسیلہ، فضیلت اور بلند
درجہ عطا فرما، اور مقام محمود میں اسے
اٹھا جس کا تو نے وعدہ کیا ہے، بیشک
تو وعدہ خلافی نہیں کرتا، اور اتار اس کو

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ؕ	مقرب منزل میں اپنے پاس، بیشک تو پاک ہی بڑا افضل اور عظمت والا ہے۔

توسّل رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دُعا، کرے، اپنی شفاعت چاہے اور کہے:-

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَأَتَوَسَّلُ بِكَ إِلَى اللّٰهِ فِيْ أَنْ أَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ،	"اے اللہ کے رسولؐ میں آپؐ سے سفارش کی درخواست کرتا ہوں اور آپؐ کو اللہ کی طرف وسیلہ بناتا ہوں اس بات میں کہ میں آپؐ کی ملت اور آپؐ کی سنت پر مسلمان کی حیثیت سے جان دوں"

اِن الفاظ میں اور جتنا چاہے زیادہ کر سکتا ہے، مگر وہ سب کلمات ادب اور عاجزی کے ہوں، لیکن سلفؒ فرماتے ہیں کہ اس موقع پر الفاظ جتنے کم ہوں مستحسن ہیں، اور بہت تیز آواز سے نہ بولے، بلکہ آہستہ خضوع و ادب کے ساتھ عرض کرے،

دُوسروں کی طرف سے سلام

اور جس کی طرف سے سلام کہنا ہو اس طرح عرض کرے:-

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يَسْتَشْفِعُ بِكَ إِلٰى رَبِّكَ،	"فلاں بن فلاں کی طرف سے اے اللہ کے رسولؐ آپؐ پر سلامتی ہو، اور وہ آپؐ کے ذریعہ سے آپکے رب کی طرف سفارش چاہتا ہے"

صدیقِ اکبرؓ اور فاروقِ اعظمؓ پر سلام

پھر ایک ہاتھ پیچھے ہٹ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یوں سلام کہے :۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثَانِیَهٗ فِی الْغَارِ وَرَفِیْقَهٗ فِی الْاَسْفَارِ وَاَمِیْنَهٗ عَلَی الْاَسْرَارِ اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَیْرًاؕ

"اے اللہ کے رسول کے خلیفہ ! اور غارِ حرا میں نبیؐ کا ساتھ دینے والے اور سفروں میں اُس کے رفیق سفر، اور بھیدوں پر اس کے امین . ابوبکر صدیقؓ آپ پر سلامتی ہو، اور اللہ آپ کو اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے "

پھر ایک ہاتھ اور پیچھے ہٹے، اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یوں کہے :۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقَ اَلَّذِیْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ مَرْضِیًّا حَیًّا وَّمَیِّتًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَیْرًاؕ

"اے مسلمانوں کے امیر عمر فاروقؓ آپ پر سلامتی ہو، اللہ نے آپ سے اسلام کو عزت دی اور اے مسلمانوں کے امام زندگی اور بعد موت آپ لوگ راضی رہے، امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو اللہ تعالیٰ بدلہ عطا فرمائے"

یہاں بھی الفاظ کی کمی زیادتی کا اختیار ہے، اور اگر کسی دوسرے نے سلام پہنچانے کو کہا ہو اس کا بھی سلام پہنچا دے، پھر ذرا آگے بڑھ کر کہے :۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفِيْقَيْهِ وَوَزِيْرَيْهِ جَزَاكُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَا كُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَدْعُوَ لَنَا رَبَّنَا اَنْ يُّحْيِيَنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَيَحْشُرَ لَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَجَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ ؕ

"اے اللہ کے رسول ﷺ کے دونوں رفیق، اور وزیر! اور شب روز ساتھ دینے والے تم پر سلامتی ہو، اور اللہ تم دونوں کو بہترین بدلہ عطا فرمائے، ہم حاضر ہوئے ہیں کہ تیرے ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وسیلہ اختیار کریں، تاکہ آپ ہماری شفاعت فرمائیں اور آپ ہمارے لئے اپنے رب سے دعاء فرمائیں کہ وہ ہمیں آپ کی ملت اور آپ کی سنت پر زندہ رکھے اور آپ کے زمرہ میں ہمارا اور تمام مسلمانوں کا حشر فرمائے"

پھر آگے بڑھکر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے مقابلہ میں کھڑا ہو، اور جو چاہے دعاء کرے، اپنے لئے بھی، اپنے والدین کے لئے بھی اور دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی،

سلام سے فراغت کے بعد

وہاں سے نکل کر اسطوانۂ ابولبابہ کے پاس آئے، اور

دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کرے، پھر ریاض الجنۃ میں آکر نفلیں پڑھے، اگر مکروہ وقت ہو تو ذکر، استغفار اور دُعا میں مشغول رہے، پھر منبر کے پاس منبر پر ہاتھ رکھے، اس لئے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک ہاتھ رکھتے تھے، وہاں سے اسطوانۂ حنانہ پر آئے، اور کہیں بھی دعا، ودرود سے غفلت نہ برتے، بلکہ جتنی کثرت ہو بہتر ہے، اور جب تک مدینہ منورہ میں قیام رہے تلاوت و ذکر میں مصروف رہے، اور بکثرت صلوٰۃ وسلام پڑھتا رہے، راتوں میں خوب جاگے، وقت ضائع نہ ہونے دے، اور حتی الوسع نماز مسجدِ نبویؐ میں باجماعت ادا کرے،

حاضری بقیع وغیرہا

اور قبر مبارکؐ کی زیارت کے بعد ہر روز یا جمعہ کو مزاراتِ بقیع کی بھی زیارت کرے، اس لئے کہ حضرت عثمانؓ، حضرت عباسؓ، حضرت حسنؓ، حضرت ابراہیمؓ، اور ازواجِ مطہراتؓ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین وہاں محوِ استراحت ہیں،

سید الشہداء حمزہؓ اور دوسرے شہداءِ اُحد (وغیرہ) کی بھی زیارت کرے، اور مسجدِ حضرت فاطمہؓ میں جاکر نماز پڑھے، اور ہفتہ کے دن مسجدِ قبا میں جاکر نماز (نفل) پڑھے، اور دعا کرے،

اور جب مدینہ سے رخصت ہو تو مسجدِ نبویؐ میں ۲ دو رکعت نفل پڑھ کر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ مبارک اور روضۂ اطہر پر حاضری دے، اور جو طریقہ صلوٰۃ وسلام کا بتایا جا چکا ہے اسی کے مطابق سلام کرے، اور پھر رخصت ہو کر آئے،

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ
اَجْمَعِیْنَ، وَعَلٰی جَمِیْعِ الْمَلٰٓئِکَۃِ
وَالْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ،
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا وَارْزُقْنَا
رِضَاکَ حَیًّا وَّمَیِّتًا
یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ،
اٰمِیْن ثُمَّ اٰمِیْن

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

حج وعمرہ کے فضائل ومسائل پر مشتمل کتابیں اردو اور انگریزی میں

از قاری شریف احمد صاحب خطیب ربکو جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی،

طریقہ حج اردو

یہ کتاب خدا کے فضل وکرم سے عوام وخواص میں اب اتنی مشہور ومقبول ہوگئی ہے کہ تعارف کی محتاج نہیں، یہ کتاب جس حاجی کے پاس ہو وہ معلم کا محتاج نہیں رہتا، کیونکہ اس میں گھر کی روانگی سے واپسی تک کی دعائیں، احرام وطواف، سعی، تمتع، قرآن، افراد کا طریقہ اور دعائیں، منیٰ، عرفات کی دعائیں، مدینہ منورہ کی دعائیں روضۂ اقدس پہ سلام وغیرہ مفصل طور پر بیان کئے گئے ہیں، مزید خوبی یہ کہ جیبی سائز پر ہے، کتابت، طباعت بہترین، صفحات ۱۸۲،

طریقہ حج وعمرہ انگریزی

سعودی عرب میں غیر ملکی حجاج نے جب یہ کتاب دیکھی تو اس کو بہت پسند کیا، اور افسوس کیا کہ ہم اس سے پوری طرح فائدہ حاصل نہیں کرسکتے کیا اچھا ہوتا اگر اس کو انگریزی میں بھی شائع کردیا جاتا،

مکتبۂ رشیدیہ کراچی نے اس کے فائدہ کو عام کرنے کے لئے جیبی سائز پر اب اس کا انگریزی ایڈیشن بھی شائع کردیا ہے،

ملنے کا پتہ

مکتبہ رشیدیہ قاری منزل پاکستان چوک کراچی

احسن البرہان

فی

اقوال شیخنا مولانا مفتی محمد زرولی خانؒ

ضبط و ترتیب

محمد ہمایوں مغل

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم
گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲ کراچی، پاکستان

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا
زبدة المناسک
مسائل حج پر معتبر، مختصر اور جامع رسالہ
تالیف
عارف باللہ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی
قدس اللہ سرہٗ
الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم